14
34

ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

بیادگار شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۸ شوال المکرم ۱۳۸۸ھ
۲۷ دسمبر ۱۹۶۸ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ کہ جو کوئی ایمان کی رُو سے اور بہ نیت طلب ثواب شب قدر کا قیام کرے تو اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رِجَالًا مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُرُوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْمَنَامِ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اَرٰی رُؤْیَاکُمْ قَدْ تَوَاطَأَتْ فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ، فَمَنْ کَانَ مُتَحَرِّیْهَا فَلْیَتَحَرَّهَا فِی السَّبْعِ الْاَوَاخِرِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہؓ کو رمضان کی آخری سات راتوں میں شب قدر خواب میں دکھلائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ متفق ہوتے تمہارے خواب آخری سات راتوں پر۔ پس جو شخص تلاش کرنا چاہے شب قدر کو تو اسے چاہیے کہ وہ اس کو آخری سات راتوں میں تلاش کرے۔ (اس حدیث کو امام بخاری و امام مسلم نے روایت کیا ہے)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُجَاوِرُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَیَقُوْلُ: "تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان شریف کے آخری دس دنوں میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔ اور ارشاد فرماتے تھے کہ شب قدر کو رمضان کے آخری دس دنوں میں تلاش کیا کرو (اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے)۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ)

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں ۲۱-۲۳-۲۵-۲۷-۲۹ میں شب قدر کو تلاش کرو (بخاری نے اس روایت کو ذکر فرمایا ہے)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ مِنْ رَمَضَانَ اَحْیَا اللَّیْلَ کُلَّهٗ، وَاَیْقَظَ اَهْلَهٗ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تو تمام رات بیدار رہتے اور اپنے گھر والوں کو بھی بیدار کرتے۔ اور (عبادت الٰہی میں) خوب کوشش و محنت کرتے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَجْتَهِدُ فِیْ رَمَضَانَ مَا لَا یَجْتَهِدُ فِیْ غَیْرِهٖ، وَفِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْهُ مَا لَا یَجْتَهِدُ فِیْ غَیْرِهٖ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ رمضان میں (عبادت الٰہی میں) وہ کوشش کرتے جو غیر رمضان میں نہیں کرتے تھے۔ اور اس کے اخیر عشرہ میں وہ جد وجہد کرتے تھے۔ جو غیر دنوں میں نہ کرتے۔ (مسلم)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَرَاَیْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَیُّ لَیْلَةٍ لَیْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِیْهَا؟ قَالَ: "قُوْلِیْ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ" — رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کہ یا رسول اللہ! (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر مجھ کو یہ معلوم ہو جائے کہ شب قدر کون سی ہے تو اس میں کیا کہوں؟ فرمایا یہ کہو کہ اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے، معاف کو پسند کرتا ہے۔ لہٰذا مجھ کو معاف فرما۔ ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا اور کہا حدیث حسن صحیح ہے۔

ماہ شوال میں چھ روزوں کا بیان

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَهٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ کَانَ کَصِیَامِ الدَّهْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے اس نے گویا کہ سال بھر کے روزے رکھے۔

(ف) اس حدیث سے شوال کے چھ روزے رکھنے کی فضیلت ظاہر ہے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ اس سال بھر کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو تین سو ساٹھ دن روزوں کا ثواب ملے گا یہ مطلب نہیں کہ پھر جو شخص روزے رکھے اس کو اس شخص سے زیادہ ثواب نہ ملے گا جس نے رمضان کے بعد شوال میں چھ روزے رکھے بلکہ اس شخص کو تو تین سو ساٹھ کا دس گنا ملے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ

بے شک ہم نے قرآن کو شب قدر میں اتارا ہے۔

(قدر — پ ۳۰)

ہم نے اس (قرآن) کو ایک برکت والی رات میں اتارا ہے۔

(دخان — پ ۲۵)

پاکستان کو صحیح معنوں میں اسلامی مملکت بنانے کی کوششیں تیز تر کردی جائیں!

عوام سے ممتاز دینی رہنما مولانا عبید اللہ انور کی اپیل

جمعیت العلماء لاٹھی چارج کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرے گی

لاہور ۲۳ دسمبر (نمائندہ خصوصی) ممتاز دینی رہنما مولانا عبید اللہ انور نے عوام سے اپیل کی ہے کہ پاکستان میں دینی اقدار کے احیاء کے لئے قرآن و سنت کے مطابق قوانین کے نفاذ کی جد وجہد کو سرد نہ پڑنے دیا جائے، اور پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی مملکت بنانے کی کوششوں کو تیز تر کیا جائے۔

مولانا عبید اللہ انور آج یہاں میو ہسپتال کے البرٹ وکٹر وارڈ کے کمرہ ۲۳ میں بسترِ علالت پر نمائندہ نوائے وقت سے بات چیت کر رہے تھے۔

مولانا عبید اللہ انور جمعۃ الوداع کی نماز کے بعد جمعیت علماء اسلام کی طرف سے نکالے گئے جلوس کے سلسلے میں اپنے دوسرے ساتھیوں سمیت گرفتار کئے گئے تھے اور عیدالفطر کے روز سہ پہر قریباً چار بجے صوبائی حکومت کے احکام پر رہا کر دئے گئے تھے۔

مولانا عبید اللہ انور نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی گرفتاری کے بعد کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ جمعۃ الوداع کے حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ جمعۃ الوداع کی نماز کے بعد بیرون کشمیری دروازہ پولیس نے جو لاٹھی چارج کیا تھا اس سے نہ صرف مجھے بلکہ دوسرے گرفتار شدگان کو بھی چوٹیں لگی تھیں۔ آپ نے کہا کہ گرفتاری کے موقع پر پولیس نے میرے پیٹ میں لاٹھیاں اور لاتیں ماریں جس کے باعث مجھے پیشاب اور پاخانے میں خون آنا شروع ہو گیا۔ لیکن حوالات یا جیل میں فوراً کسی قسم کی طبی امداد مہیا نہ کی گئی۔ آپ نے بتایا کہ جمعۃ الوداع کی رات کو قریباً دس گیارہ بجے کے درمیان ہم گرفتار شدہ زخمیوں کو پولیس کی معیت میں پولیس سرجن کے پاس لے جایا گیا۔ لیکن وہاں سے زخموں پر ادویات لگانے کی بجائے ڈاکٹر نے نہایت بے دردانہ رویہ اختیار کیا اور زخمیوں کے زخموں کو دیکھ کر مذاق کیا۔ مولانا کے بیان کے مطابق آپ عیدالفطر کے روز تکلیف کی وجہ سے بے ہوش رہنے کے سبب نمازِ عید بھی ادا نہ کر سکے۔ آپ نے ملک کی موجودہ صورتِ حال اور جمعۃ الوداع کے روز علماء کرام پر پولیس کے لاٹھی چارج پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔ اس مملکت کو اسلامی بنانے کے لئے ضروری تھا کہ یہاں قرآن و سنت کے مطابق قوانین نافذ کئے جاتے لیکن اس کے برعکس یہاں اسلامی اصولوں کی اکثر نفی کی جاتی ہے۔ آپ نے کہا کہ علماء کرام نے محض اسلامی قوانین کے نفاذ اور شہری آزادیوں کی بحالی کے لئے جمعۃ الوداع کے روز لاٹھیاں کھائی ہیں۔ لیکن قرآن و سنت کی تعلیمات کے فروغ کے لئے علماء اپنی جانیں دینے سے بھی گریز نہیں کریں گے آپ نے کہا کہ میں اس پاکستانی قوم سے اپیل کرتا ہوں جس نے لاکھوں جانوں کی قربانی دے کر پاکستان حاصل کیا تھا کہ پاکستان میں دینی اقدار کے احیاء کے لئے قرآن و سنت کے مطابق قوانین کے نفاذ کی جد وجہد سرد نہ پڑنے دیں اور ملک کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی ریاست بنانے کی کوششیں تیز تر کر دیں۔

قانونی چارہ جوئی

جمعیت العلماء اسلام پاکستان کے ناظم مولانا محمد اکرم نے پیر کی سہ پہر ایک پریس کانفرنس میں بتایا کہ جمعیت نے فیصلہ کیا ہے کہ جمعۃ الوداع کی نماز کے بعد بیرون کشمیری دروازہ میں طلباء، وکلاء، علماء اور دوسرے پُرامن شہریوں پر لاٹھی چارج کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے۔ اس سلسلے میں جن زخمی علماء کرام کو گرفتار کیا گیا تھا ان کی ڈاکٹری رپورٹ حاصل کی جائے گی۔ علاوہ ازیں ان تمام مجروحین کا بھی ڈاکٹری معائنہ کرایا جائے گا۔ لاٹھی چارج کے دوران زخمی ہوئے تھے۔

خواص و عوام کے نام

امیر جمعیۃ علماء اسلام کا پیغام

حافظ الحدیث والقرآن حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی مدظلہ امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان نے اپنے ایک بیان میں جمعۃ الوداع کے دن علماء کرام اور نمازیوں کے ایک عظیم اجتماع پر جو فریضۂ نماز ادا کرنے کے لئے بیرون شیرانوالہ گیٹ کے میدان میں جمع ہوا تھا عین حالتِ نماز میں شدید اور ظالمانہ و بے رحمانہ لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی اور کہا کہ حکومت کے وہ کارندے جو اس حادثہ فاجعہ کے ذمہ دار ہیں انہوں نے یادگارِ سلف حضرت مولانا عبید اللہ انور کے پیٹ میں ٹھوکریں ماری ہیں اور اربابِ اقتدار سے دشمنی کی ہے — انہوں نے اس ظالمانہ کاروائی کے ذمہ داروں کے خلاف فوری کاروائی کا مطالبہ کیا اور کہا کہ اگر حکومت نے ان انسانیت دشمن اور اسلام دشمن کا محاسبہ نہ کیا تو ملک کے کروڑوں فرزندانِ اسلام کے جذبات مزید مشتعل ہوں گے اور وہ یہ سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ اس ملک میں اربابِ اقتدار کے ہاتھوں اسلام اور فرزندانِ اسلام کی عزت ہرگز محفوظ نہیں ہے۔

انہوں نے جمعیۃ کے ارکان اور ملک کی دیگر مذہبی جماعتوں سے حفاظتِ اسلام کے لئے تیزی سے سرگرم عمل ہو جانے کی تلقین کی اور کہا کہ انہیں متحد ہو کر اپنی مساعی کو تیز تر کر دینا چاہیے۔ نیز انہوں نے کہا۔ کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس وقت جمعیۃ علماء اسلام پاکستان، تنظیم اہلسنت پاکستان، مجلس تحفظ ختم نبوت اور مجلس احرار اسلام کامل طور پر متحد و متفق ہیں اور دنیا کی کوئی طاقت ان کے اتحاد کو پارہ پارہ اور متزلزل نہیں کر سکتی۔ انہوں نے طلباء، وکلاء اور مزدور رہنماؤں پر مظالم اور پابندیوں کے خلاف بھی شدید احتجاج کیا اور ان سے پابندیاں اٹھانے کا مطالبہ کیا نیز عوام سے اپیل کی کہ وہ مشترکہ مقاصد کے لئے متحد و متفق ہو کر کام کریں اور زندگی کا بنیادی مقصد صرف نظام اسلامی کے احیاء و بقاء کو قرار دیں۔ انہوں نے کہا کہ جمعیۃ ہر اس جماعت سے تعاون کرے گی جو اپنے منشور میں نظام اسلامی کے قیام کو اوّلین حیثیت دے۔

(حضرت مدظلہ کا مکمل بیان آئندہ شمارے میں)

بے جا تشدد

کنونشن مسلم لیگ کے سوا پاکستان کی ہر سیاسی تنظیم اور ہر مذہبی گروہ نے پولیس کے اس شدید لاٹھی چارج کی شدید مذمت کی ہے جو جمعۃ الوداع کے موقعہ پر شیرانوالہ گیٹ لاہور کے باہر ممتاز علما جمعیت علمائے اسلام کے کارکنوں اور نمازیوں پر روا رکھا گیا۔ اس ضمن میں انتظامیہ کی طرف سے جو وضاحت کی گئی ہے وہ اگرچہ کئی پہلوؤں سے محل نظر ہے تاہم اس وضاحت کو اگر درست بھی تسلیم کر لیا جائے اس کے باوجود پُر امن شہریوں اور جید علما کو لاٹھیوں کی پے درپے ضربات سے گھائل کر دینے کا ادنیٰ سے ادنیٰ جواز بھی پیش نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ کوئی ہوشمند انسان یہ باور کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا کہ مولانا عبید اللہ انور ایسے درویش اور صوفی بزرگ یا مولانا محمد ابراہیم ایسے کمزور و ضعیف سفید ریش اور سن رسیدہ عالم دین نے پولیس کی کسی کارروائی کے خلاف مزاحمت کی ہوگی اس کے برعکس سینکڑوں قابل اعتماد عینی شاہدوں کا بیان ہے کہ یہ حضرات انتہائی صبر و تحمل کے ساتھ لاٹھیوں کے وار سہتے رہے اور جوابی کارروائی تو درکنار اس تشدد پر اُف تک نہ کیا۔ اس کے باوجود پولیس کے افسروں اور عام اہلکاروں نے بیدردی کی مشق جائز اور ضروری قرار دی۔ افسوس! صد افسوس!!

بے جا تشدد کسی پر بھی کیا جائے اسے قابل مذمت ہی قرار دیا جائے گا لیکن جب تشدد کا نشانہ علمائے کرام کے انتہائی قابل احترام طبقہ سے تعلق رکھنے والے حضرات بنیں تو یہ اقدام اور بھی زیادہ تکلیف دہ قرار پا جاتا ہے۔ ہمارے نزدیک اس افسوس ناک واقعہ کا یہ پہلو حد درجہ تشویش انگیز ہے۔ کہ اس تشدد نے پولیس کے خلاف عام لوگوں بالخصوص مذہبی طبقہ کے جذبات سخت برانگیختہ کر دیئے ہیں۔ یہ صورت حال پُر امن قومی زندگی کے لئے کسی طرح بھی مناسب تصور نہیں کی جا سکتی، حیرت ہے کہ ضلعی انتظامیہ نے اس افسوسناک واقعہ پر اظہار معذرت کے بجائے ایسی وضاحت ضروری سمجھی ہے جو شاید ہی کسی کو مطمئن کر سکے اس وضاحت نے زخموں پر مرہم رکھنے کے بجائے فی الحقیقت نمک پاشی کا کام کیا ہے اس تشدد کی مذمت کرنے والے سیاسی زعما اور مذہبی رہنما یہ مطالبہ کرنے میں پوری طرح حق بجانب ہیں کہ لاٹھی چارج کے ذمہ دار افسروں کے خلاف عدالتی تحقیقات کی جائے اس قسم کی تحقیقات ہی عام لوگوں کے لئے کسی نہ کسی حد تک موجب اطمینان ہو سکتی ہے۔ اس تحقیقات ہی سے یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ اس شدید اقدام کا جواز کہاں تک تھا اور پُر امن شہریوں، روزہ دار اور نماز میں مشغول مسلمانوں اور انتہائی قابل احترام مذہبی رہنماؤں کا وہ کونسا جرم تھا جس کی پاداش میں انہیں اپنے ہی ملک کی پولیس کے ہاتھوں تشدد کا نشانہ بننا پڑا۔

سیاسی جماعتوں اور مختلف مذہبی گروہوں کے رہنماؤں سے یہ درخواست بھی بے جا نہ ہوگی کہ اگر عدالتی تحقیقات سے متعلق ان کا مطالبہ منظور نہ کیا جائے تو از خود اس تشدد کے خلاف عدالتی چارہ جوئی کریں۔ تاکہ عدل و انصاف کے تقاضے پورے ہو سکیں یہ اقدام اس لئے بھی ضروری ہے کہ عام مسلمانوں کے مشتعل جذبات کسی غلط رخ پر نہ نکلیں۔ عام مسلمانوں سے یہ گزارش بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ علمائے کرام سے ان کی عقیدت و محبت کا اولین تقاضا یہ ہے کہ وہ صبر کا دامن کسی صورت بھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اپنے جذبات پر قابو رکھیں۔ اور احتجاج کے لئے ہرگز کوئی ایسا راستہ اختیار نہ کریں۔ جو کسی طرح بھی غیر قانونی ہو اس سے علما کا موقف ہی کمزور نہیں ہوگا بلکہ شہری زندگی بھی بری طرح متاثر ہوگی۔ انتظامیہ کی کسی غلطی کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے کوئی غلط راستہ اختیار کرنا کسی صورت بھی پسندیدہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ہمیں توقع ہے کہ علمائے دین اپنے پیروکاروں کے سامنے اخلاق و قانون کی پابندی کی اہمیت و ضرورت پوری طرح واضح کرتے رہیں گے۔ اور کوئی ایسی صورت ہرگز پیدا نہیں ہونے دیں گے جو اسلامی اخلاق اور ملکی قانون کے منافی ہوں اور جس کے نتیجہ میں کسی کو یہ کہنے کا موقع مل سکے کہ اسلامی قانون کے نفاذ کا مطالبہ کرنے والے خود اسلامی ضابطہ اخلاق اور ملکی قوانین کا احترام کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں۔ اس قسم کے مواقع ہر لحاظ سے زبردست آزمائش کے مواقع ہوتے ہیں خدا کرے کہ اسلامیان پاکستان اس آزمائش میں کامیاب ہو سکے۔

حضرت لاہوری قدس سرہ العزیز کے خلفاء کا بیان

جامع شریعت و طریقت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی قطب العالم شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری نور اللہ مرقدہٗ کے جانشین مسندِ طریقت کے وارث ہیں اور ملک اور بیرون ملک میں نہ صرف حضرتؒ کے لاکھوں مریدین و متوسلین موجود ہیں جن کی عقیدت کے آپ ملجا و ماوٰی ہیں بلکہ حضرتؒ کے خلفاء کے متبعین کی تعداد بھی اَن گنت ہے۔ اسی طرح روحانی دنیا میں حضرت موصوف کا مقام واسطہ در واسطہ ایک عظیم روحانی پیشوا و مقتداء کا ہے۔ جونہی ملکی اخبارات میں پریشان کن خبریں عوام و خواص کی نظروں سے گذریں بے شمار خلفاء و معتقدین نے لاہور کا رخ کر لیا۔ اور اس وقت ہزاروں علماء و صلحا اور عوام و خواص لاہور میں جمع ہیں۔ اور آنے والوں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ اور ان کے جذبات کو عظیم صدمہ پہنچا ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے اجلّہ خلفاء میں سے شیخ وقت حضرت الحاج میاں عبد الہادی صاحب مدظلہ سجادہ نشین دین پور شریف، حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کیمبلپور، حضرت مولانا الحاج سید امین الحق صاحب شیخوپورہ، حضرت مولانا غلام قادر صاحب عتاقی کے علاوہ دیگر بزرگ اور بے شمار متوسلین نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا ہے کہ حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی پر لاٹھیاں برسا کر ان کی جو توہین کی گئی ہے یہ نہ صرف ایک مشہور و معروف عالمِ دین کی توہین ہے بلکہ ایک عظیم روحانی شخصیت کی بھی توہین ہے جو سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ کے مسند نشین ہیں انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ جن لوگوں نے عوام کے جذبات کو ٹھیس پہنچا کر ملک کے کونے کونے میں اضطراب کی لہر دوڑا دی ہے اور انہوں نے اپنے عناد کو عوام کے مفاد پر ترجیح دی ہے ان کے خلاف جلد از جلد تادیبی کارروائی کی جائے تاکہ آئندہ کے لئے کسی کو ایسی خلافِ قانون حرکت کی جسارت نہ ہو سکے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدام الدین

فون نمبر: ۶۷۵۴۵

جلد ۱۴ | ۶ر شوال المکرم ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۷ر دسمبر ۱۹۶۸ء | شمارہ ۳۴

احتجاج و احتجاج و احتجاج

لاہور ۲۰ر دسمبر۔ میاں محمود علی قصوری صدر پاکستان نیشنل عوامی پارٹی، مفتی محمود ناظم عمومی جمعیت العلماء اسلام پاکستان، خواجہ رفیق احمد نائب صدر تحریک جمہوریت مغربی پاکستان، ڈاکٹر مبشر حسن رکن سنٹرل کمیٹی پیپلز پارٹی پاکستان اور محمد اسحاق حنیف ناظم نشر و اشاعت مرکزی جمعیت اہلحدیث مغربی پاکستان نے ایک مشترکہ بیان میں لاہور میں علماء کرام اور دوسرے اصحاب پر لاٹھی چارج کی شدید مذمت کرتے ہوئے کہا ہے ——

جمعیت العلماء اسلام پاکستان کے تحت لاہور میں بیرون شیرانوالہ گیٹ سے نظام اسلامی کے نفاذ کا مطالبہ کرنے کے لئے جلوس نکالا جانا تھا فیصلہ یہ تھا کہ جمعہ کے اجتماع کے بعد یہ جلوس نکالا جائے — لیکن افسوس ہے کہ پولیس نے ڈپٹی کمشنر کی سرکردگی میں سختی کی انتہا کر دی اور بغیر کسی وارننگ اور قانونی جواز کے جمعۃ الوداع کے ہزاروں فرزندان اسلام کے اجتماع پر جو ہمیشہ اسی باغ میں جمعۃ الوداع کے دن ہوتا ہے لاٹھی چارج کیا اور ننھے ننھے بچوں کو بھی جو جمعہ کا مذہبی فریضہ ادا کرنے کی غرض سے جمع ہوتے تھے ہدف بنایا گیا — ڈی ایس پی نے علماءِ کرام کو گالیاں دیں، ڈنڈے برسائے اور امیر جمعیت العلماء اسلام مغربی پاکستان حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ کو جو ملک اور بیرون ملک ایک نہایت بلند مقام اور شہرت رکھتے ہیں اور دنیائے اسلام کی ایک انتہائی مقتدر اور عظیم شخصیت، شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزندِ ارجمند اور جانشین ہیں گالیاں دیں اور ڈنڈے مارے اور ان کی دیکھا دیکھی پولیس والوں نے حضرت مولانا عبیداللہ انور پر بھی لاٹھیاں برسائیں اور پیٹ میں بوٹ سے ٹھوکر ماری۔ نو افراد ہسپتال میں زخمی ہیں۔ مولانا عبیداللہ انور دنیائے اسلام کی ایک نہایت مقتدر شخصیت ہیں، اور ان پر اس انداز میں تشدد سارے ملک کے علماء کی ہی نہیں ملک بھر میں بسنے والے کروڑوں افراد کی توہین کے مترادف ہے۔ ان کے علاوہ بے شمار لوگوں پر لاٹھی چارج کیا گیا، مستورات اور عوام کی بے عزتی کی گئی۔ تیس پینتیس افراد کو اس زیادتی کے بعد زخمی اور نیم بیہوشی اور روزہ کی حالت میں گرفتار کیا گیا جن میں مولانا محمد ابراہیم خازن جمعیت العلماء اسلام مغربی پاکستان، مرزا غلام نبی جانباز، شیخ محمد رشید آرگنائزر پیپلز پارٹی پنجاب، حکیم عبدالرحیم نیشنل عوامی پارٹی، شیخ رفیق احمد سیکرٹری صوبائی نیشنل عوامی پارٹی، مولانا عماد الدین عباسی ناظم دفتر جمعیت العلماء اسلام، مجاہد ظہور الدین، ڈاکٹر ظفر الحق ایم۔ بی بی ایس اور حاجی بشیر احمد کے اسماءِ گرامی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

یہ واضح کر دینا بھی ضروری ہے کہ جس وقت لاٹھی چارج ہوا نمازی نماز یا دعا میں مصروف تھے — اور جلوس ابھی تک روانہ بھی نہیں ہوا تھا۔ پولیس نے یہ کارروائی عین اس مقام پر کی جہاں لوگ جمعۃ الوداع کی جماعت کے بعد سنن نوافل اور دعا میں مصروف تھے۔ یہاں تک کہ عورتوں کی قناتوں کو بھی اکھاڑ دیا گیا اور ان کی توہین کی گئی۔ جامع مسجد شیرانوالہ کے ٹینٹ، قناتیں، دریاں، چادریں، صفیں، ایمپلی فائر چار مائیکروفون اور متعدد لاؤڈ سپیکرز جو ہزاروں روپے کی مالیت کے تھے پولیس اٹھا کر لے گئی۔ ہم اپنی اپنی پارٹیوں کی طرف سے اس افسوسناک حرکت کی شدید مذمت کرتے ہیں اور ارباب اقتدار پر یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ وہ حق و صداقت کی آواز کو اس طرح ہرگز نہیں دبا سکتے۔ ہم پولیس کی کارروائی کے خلاف شدید احتجاج کرتے ہیں اور اس فعل کے ذمہ داروں کی فوری برطرفی کا مطالبہ کرتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بغیر کسی قانونی جواز کے یہ اقدام کیا ہے۔ ہمارا یہ مطالبہ حکومت سے انسانیت، قانون اور انصاف کے نام پر ہے کہ وہ تمام واقعہ کی عدالتِ عالیہ کے جج سے تحقیق کرائیں۔

جامع اہل حدیث چینیانوالی کے خطیب اور مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے ترجمان ہفت روزہ "الاعتصام" کے مدیر علامہ احسان الٰہی ظہیر ایم اے پنجاب، فاضل مدینہ یونیورسٹی نے اپنے ایک بیان میں جمعۃ الوداع کے روز جمعیت العلماء اسلام کے رہنماؤں اور کارکنوں پر روزہ کی حالت میں پولیس کے لاٹھی چارج کی پُرزور مذمت کی اور افسوس ظاہر کیا کہ اپنے ہی ملک اور قوم کے افراد کو صرف سیاسی اختلاف کی بناء پر تشدد کا نشانہ بنایا جائے آپ نے حکومت سے یہ اپیل کی کہ وہ پولیس کو اس قسم کی متشددانہ کارروائیوں سے روکے اور اس واقعہ کی غیر جانبدارانہ تحقیق کروائے تاکہ آئندہ اس قسم کے واقعات کا اعادہ نہ ہونے پائے۔

نیشنل عوامی پارٹی اوکاڑہ کے جنرل سیکرٹری مسٹر عزیز عجمی ایڈووکیٹ نے لاہور جمعیۃ العلماء اسلام اور پیپلز پارٹی کے جلوس کو ناکام بنانے اور لاٹھی چارج کرنے کی مذمت کی ہے اور اس اقدام کو اظہار رائے کے جمہوری حق کے منافی قرار دیا ہے۔ (نوائے وقت ۲۱ر دسمبر ۶۸ء)

چمن میں آسکتی ہے پلٹ کر چمن سے روٹھی بہار اب بھی

جگر مراد آبادی

چمن کے مالی اگر بنا لیں موافق اپنا شعار اب بھی
چمن میں آسکتی ہے پلٹ کر چمن سے روٹھی بہار اب بھی

گرانیاں اس طرف وہ ارزاں، ادھر یہ افلاس و تنگدستی
مگر حکومت کا ہے یہ عالم، ذرا نہیں شرمسار اب بھی

ہزارہا انقلاب دیکھے، ہزارہا تجربوں سے گذرے
خرد میں تنگی، عمل میں لغزش، جنوں ہے ناپختہ کار اب بھی

یہ رشوتوں کی، یہ سازشوں کی، یہ نفع اندوزیوں کی لعنت
وہ خود ہی انصاف سے یہ کہہ دیں، نہیں وہ کچھ ذمہ دار اب بھی

انہیں کے حلقوں سے خود انہیں کی مخالفت عام ہو رہی ہے
ہماری جانب سے لیکن ان کی نظر ہے بیگانہ وار اب بھی

کہاں کی دلداری و محبت، تلافیوں کا تو ذکر ہی کیا
حقوق پامال کر رہے ہیں، حقوق کے پہرہ دار اب بھی

کبھی ہوئی ہے نہ ہو سکے گی، مسرت آزادیوں کی حاصل
کہ عام انسانیت کا عالم ہے تشنہ و بیقرار اب بھی

وسیع مسلک، رفیع فطرت، خلوص ایماں، خلوص نیت
انہیں فضائل پہ ہے وطن کے وقار کا انحصار اب بھی

زمانہ کیا کیا نہ کہہ چکا ہے، زمانہ کیا کیا نہ کہہ رہا ہے
مگر وہ ہیں وضعدار ایسے، ذرا نہیں شرمسار اب بھی

خلوص نیت سے صرف اپنی ہی زندگی پر کریں توجہ
خلوص نیت کی منتظر ہے سعادت کردگار اب بھی

کبھی کبھی غور کرتے رہیئے، جگر کا یہ مصرع پڑھتے رہیئے
چمن میں آسکتی ہے پلٹ کر، چمن کی روٹھی بہار اب بھی

جگر کی ہے زندگی محبت، نہیں ہے اس کو کسی سے نفرت
جگر کے دل میں ہے سب کی عزت، جگر ہے یاروں کا یار اب بھی





۲۹ر رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۰ر دسمبر ۱۹۶۸ء

کتاب و سنت کے مطابق قوانین کے نفاذ کیلئے سرگرم عمل ہو جائیے!

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : امّابعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :-
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

وَقَالُوا لَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ كَانَ هُودًا أَوْ نَصَارَىٰ ۗ تِلْكَ أَمَانِيُّهُمْ ۗ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ○ بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ○

(سورہ بقرہ رکوع ۱۳)

ترجمہ: اور کہتے ہیں کہ سوائے یہود یا نصاریٰ کے اور کوئی جنّت میں ہرگز داخل نہ ہوگا، یہ ان کے ڈھکوسلے ہیں۔ کہہ دو اپنی دلیل لاؤ۔ اگر تم سچے ہو۔ ہاں، جس نے اپنا منہ اللہ کے آگے جھکا دیا اور وہ نیکوکار بھی ہو تو اس کے لئے اس کا بدلہ اس کے رب کے ہاں ہے۔ اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

بزرگانِ محترم: یہود کا یہ عقیدہ شروع سے چلا آ رہا تھا کہ نجات انہیں کی قوم اور وابستگانِ قوم کے ساتھ مخصوص ہے۔ اسی طرح نصاریٰ نے بھی یہ دعوےٰ کر لیا کہ جنّت کا ٹھیکہ فقط ہم نے لے رکھا ہے۔ چنانچہ ظہورِ اسلام کے وقت یہود و نصاریٰ دونوں کا کہنا تھا کہ اس نئے دین (محمدی اسلام) کے قبول کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ نجات تو ہمارے دینوں کے ساتھ وابستہ ہے۔ قرآن مجید نے ان کے جواب میں فرمایا۔ کہ یہ ان کی من گھڑت باتیں، ڈھکوسلے اور آرزوئیں ہیں — اور جن کی نہ کوئی دلیل ہے اور نہ کوئی معقول سند۔

چنانچہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت ہوئی کہ اہل کتاب سے برملا طور پر کہہ دیجئے کہ خالی زبانی دعووں اور خالی آرزوؤں سے کیا ہوتا ہے۔ اگر حقانیت کے مدعی ہو تو اپنی تائید میں کوئی دلیل عقلی یا نقلی لاؤ اور دیکھو یہ جو تمہیں گھمنڈ ہے کہ تم بزرگ زادے ہو، نسلی و نسبی شرافت تمہارے حصّہ میں آئی ہے تو یاد رکھو یہ بھی تمہارے کسی کام نہ آئے گی — نجات اور کامیابی کا صحیح قانون یہ ہے جو تمہارے سامنے پیغمبر آخرالزمان جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کر رہے ہیں۔ اگر تم میں ایمان اور حسن عمل دونوں جمع ہو جائیں تو کامیاب ہو جاؤ گے ورنہ ناکامی کا منہ دیکھو گے۔ اور دیکھو جو اسلام پر عمل پیرا ہوں گے، اسلامی تعلیمات کے سانچے میں ڈھل جائیں گے نہ انہیں اپنی پچھلی زندگی کا غم ہوگا اور نہ انہیں آئندہ کا کوئی خوف ہوگا۔

برادرانِ اسلام:- بہت سے موجودہ ترقی پسندوں، جدید تعلیم یافتہ اور مادیت زدہ نوجوانوں اور پروردگارانِ مغربی تہذیب کا خیال ہے کہ چودہ سو سالہ پرانا اسلام دورِ حاضر میں ناممکن العمل ہے — ہمارے لئے مفید نہیں ہو سکتا۔ یہ تو عرب کے باشندوں کے لئے مفید ہوا تھا۔ غیر متمدن، غیر مہذب ریگستانی لوگوں نے اس سے واقعی فائدہ اٹھایا تھا۔ اس وقت کے حالات اس سے ضرور مطابقت کھاتے تھے۔ مگر آج کل کے متمدّن اور مہذّب لوگوں کے لئے یہ چنداں سود مند نہیں۔

فریب خوردگی

میں اس کے جواب میں یقین سے کہتا ہوں، دلائل و براہین اور عقل سلیم کی روشنی میں کہتا ہوں — آقائے نامدار، سیدِ دو عالم، فخرِ دو عالم، روحِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی روشنی میں کہتا ہوں کہ اس قسم کے نوجوان، خود کو مہذب اور متمدن کہلوانے والے انسان قطعی طور پر فریب خوردہ ہیں — سو فیصدی غلط فہمی میں مبتلا ہیں — ان کا خیال بالکل باطل ہے اور انہوں نے سرے سے اسلام کو سمجھا ہی نہیں اور نہ اس کی ہمہ گیری پر غور کرنے کی کبھی زحمت گوارا کی ہے — اگر وہ اسلام کو سمجھتے، اس کی تعلیمات پر غور کرتے تو اس قسم کے الفاظ کبھی ان کی زبان سے نہ نکلتے اور نہ ان کے دل و دماغ انہیں ایسا کہنے کی اجازت دیتے۔ یہ ٹھیک ہے جو چیز پرانی ہو جائے۔ اور کارآمد نہ رہے تو اس کی بجائے نئی چیز خریدی جائے — اس کو تبدیل کر دیا جائے — لیکن یہ اصول کلیہ اور قاعدہ نہیں بن سکتا — اگر کوئی چیز روزِ اوّل جیسی کارآمد اور مفید ہو تو کیا کوئی عقلمند یہ کہہ سکتا ہے کہ چونکہ یہ دیرینہ ہے اس لئے اُسے ضرور بدل دیا جائے؟ — اور پھر جس زمین پر ہم بس رہے ہیں، جس آسمان کے نیچے ہم زندگی کی گھڑیاں گزار رہے ہیں اور ان کے علاوہ چاند، سورج اور ستارے جو ہزارہا برس سے دنوں اور راتوں کو اپنی روشنی سے جگمگا رہے ہیں اور آج تک روزِ اوّل کی سی آب و تاب کے ساتھ مطلعِ فلک پر چمک رہے ہیں دیرینہ اور کہنہ ہونے کے باعث بدلے جا سکتے ہیں؟ کیا ہم ان کی ضرورت سے بے نیاز ہو گئے ہیں؟ کیا ہم ان کی کرنوں سے استفادہ کرنا چھوڑ سکتے ہیں؟ اور کیا کوئی معمولی سوجھ بوجھ

رکھنے والا انسان یہ کہہ سکتا ہے کہ انہیں دیرینہ اور کہنہ ہونے کے باعث تبدیل کر دیا جائے؟ یقیناً ہم میں نہ انہیں تبدیل کرنے کی کوئی قدرت ہے اور نہ ہی کوئی عقلمند ایسی کوئی پوچ بات کبھی کہہ سکتا ہے۔

قدرتِ خداوندی کے مظاہر

برادرانِ اسلام! چاند، سورج، ستارے، آسمان و زمین اور اسی طرح کے ہزار دیگر نشاناتِ قدرت دن رات انسانوں کو دعوت دیتے ہیں کہ کوئی انسان خدا کی خدائی میں دم مارنے کی جرأت نہیں کر سکتا — یہ مظاہر قدرت اس بات کا احساس دلاتے ہیں کہ قدرت خداوندی نے جہاں آسمان و زمین اور اس کے درمیان ہزارہا چیزوں کو انسان کے لئے مسخر کر دیا ہے اور وہ ان کی تبدیلیاں کرتا رہتا ہے۔ وہیں بہت سی ایسی چیزیں بھی اس نے تخلیق کی ہیں جن میں انسان کو تبدیلی کا تو کیا ان تک رسائی کا بھی اختیار نہیں دیا۔ ہاتھ تو ان تک کیا پہنچیں گے، فکر و نظر اور عقل و خرد کے احاطہ سے بھی وہ باہر ہیں۔

بہرحال مادی چیزوں میں تو انسان کو کسی نہ کسی قدر درک خدا تعالےٰ نے عطا کر بھی دیا ہے اور ان کی حقیقتوں اور ماہیتوں پر انسان غور و فکر بھی کرتا رہتا ہے۔ لیکن روح تو سرے سے ہی اس کے فہم و ادراک سے باہر ہے۔ انسان ابھی تک روح کی حقیقت کو نہیں پا سکا۔

خیر عرض یہ کیا جا رہا تھا کہ اگر کوئی عقلمند سورج، چاند اور ستاروں کی تبدیلی کا گمان نہیں کر سکتا اور انہیں بدلنے کا تقاضا اس بنا پر نہیں کر سکتا کہ یہ دیرینہ ہیں۔ تو پھر اسلام کے بدلنے کا تقاضا وہ اس بناء پر کرنے کا کیونکر حق رکھ سکتا ہے کہ یہ چودہ سو سالہ پرانا مذہب ہے۔

دوسرے جیسا کہ عرض کیا جا چکا ہے خداوند قدوس نے جس طرح اپنے کئی مادی نشاناتِ قدرت کو بدلنے کا اختیار انسان کو نہیں دیا اسی طرح اپنے روحانی نظام کے آخری مظہر کو بدلنے کا اختیار کیونکر کسی شخص کو دے سکتا تھا؟

اللہ جل شانہٗ نے اسلام کو انسانیت کا آخری مذہب، آخری دستور العمل، کامل و جامع نظام زندگی قرار دیا ہے۔ یہ خدا کا قانون ہے، خدا کا دین ہے۔ اس کی طرف سے عطا کردہ دستورِ حیات ہے روحانیت کا یہ آخری، اکمل اور جامع ترین سرچشمہ ہے۔ کسی شخص کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسے تبدیل کر سکے یا اس کی تبدیلی کا شائبہ بھی دماغ میں لائے۔

جو شخص ایسی جسارت کرے گا کہ دین خداوندی کو تبدیل کرے، اس میں کوئی ترمیم و تنسیخ کرے۔ اپنی طرف سے اس میں کوئی پیوندکاری کرے — تو یہ دین خداوندی تو اپنی جگہ قائم رہے گا اس پر کوئی حرف نہ آئے گا مگر اس میں ترمیم و تنسیخ کرنے والے ہاتھ باقی نہ رہیں گے، اس میں تبدیلی کرنے والے انسان باقی نہ رہیں گے اور اس میں پیوندکاری کا تصوّر کرنے والے قلب و دماغ ماؤف ہو جائیں گے اور اس کے خلاف کھلنے والی زبان نہ رہے گی — سب ایک نہ ایک دن موت کی آغوش میں چلے جائیں گے مگر دینِ خداوندی اسی آب و تاب سے چمکتا رہے گا جس طرح روزِ اوّل سے چاند اور سورج اپنی کرنیں بکھیر رہے ہیں اور تا ابد بکھیرتے رہیں گے۔

برادرانِ اسلام! اسلام چودہ سو سال سے دنیا میں اپنی صداقت، قبولیت اور تمام مذاہب پر فوقیت کا اعلان کرتا چلا آ رہا ہے۔ انسانوں کے بناتے ہوئے بزعم خود بہتر سے بہتر قانون اور دستور آئے دن بدلتے رہتے ہیں۔ اور ان کا جو حشر ہوتا رہتا ہے کسی سے پوشیدہ نہیں مگر اسلام اپنی فوقیت کا اعلان برابر کرتا چلا آ رہا ہے۔ اور کرتا چلا جائے گا انشاءاللہ العزیز۔ اور یہی وہ دین ہے جسے دینِ خداوندی ہونے کا دعوےٰ ہے۔

چنانچہ فرمانِ شاہی ہے:۔

۱۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

بے شک دین اللہ کے ہاں اسلام ہی ہے (سورۂ آلِ عمران رکوع ۲)

۲۔ وَ مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ دِیْنًا فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِی الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ — اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی اور دین چاہے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا۔ اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔

ان شہنشاہی اعلانات کے بعد دنیا کا کوئی مذہب صداقت اور قبولیت کے لحاظ سے اسلام کے مقابلہ میں نہیں آ سکا۔ اور اگر کسی نے کوئی کوشش کی تو فوراً منہ کی کھائی۔ اسلام تابندہ سے تابندہ تر ہوتا چلا گیا اور باطل ذلیل سے ذلیل تر۔

اسلام کے احکام کا مجموعہ قرآن ہے

ہمارا مذہب اسلام ہے اور اسلام کے احکام کا مجموعہ قرآن ہے — قرآن مجید نے دنیا کے تمام مذاہب پر اپنی فوقیت و برتری کا کئی مقامات پر اعلان کیا ہے۔ اور چودہ سو سال میں کسی کو ہمت نہیں ہوئی کہ قرآن مجید کے اعلان کا جواب ہو سکے۔

وَ هٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِیْمًا ؕ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ۝

(سورہ الانعام ع ۱۵)

ترجمہ: اور یہ قرآن تیرے رب کا سیدھا راستہ ہے ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے آیتوں کو صاف صاف بیان کر دیا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ:۔

قرآن مجید اعلان کر رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے دربار میں لے جانے والا سیدھا راستہ فقط میں بتلا سکتا ہوں

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ وَ یُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِیْرًا ۝ (پ ۱۵-ع ۱)

ترجمہ: بے شک یہ قرآن وہ راہ بتاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے اور ایمان والوں کو جو نیک کام کرتے ہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے بڑا اجر ہے۔

نتیجہ آپ نے دیکھ لیا کہ قرآن مجید نے تمام مذاہب پر اپنی فوقیت کا اعلان کیا ہے مگر چودہ سو سال گذرنے پر بھی کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ قرآن مجید کے مقابلے کی جرأت کر سکے۔ آج تک کوئی قوم اس کے احکام کو ناقابل عمل ثابت

(باقی صـ۱۲ پر)

خلیفۂ اوّل اور خدمتِ قرآنِ حکیم

(استاذ العلماء مولانا شمس الحق افغانی)

کسی دین کی صداقت اور منجانب اللہ ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اس کی بنیاد الہامی کتاب پر قائم ہو۔ جو دین قطعی الثبوت محفوظ العبارت آسمانی کتاب سے محروم ہو، وہ دین نہ دینِ الٰہی ہے الثبوت اس پر چل کر نجات و سعادت حاصل ہو سکتی ہے۔ الحمد للہ کہ اہلِ اسلام اور خصوصاً اہل السنت والجماعت کو یہ فخر حاصل ہے کہ ان کے دین کا سرچشمہ قرآن حکیم ہے جس کی قطعیت اور محفوظیت اس قدر بیّن اور روشن ہے کہ دشمنانِ اسلام تک کو اس کا اقرار کرنا پڑا۔

سر ولیم میور لکھتا ہے کہ بارہ سو سال سے ایسی کوئی کتاب بجز قرآن کے موجود نہیں کہ اس کی عبارت مدتِ مدید سے خالص رہی ہو یہی وجہ ہے کہ اختلافِ زمان و مکان کے باوجود قرآنِ کریم کا پرانے سے پرانا نسخہ آج کل کے نئے نسخوں سے عبارت میں مختلف نہیں ہے۔ حضرت عثمان رضؓ نے مصحفِ صدیقی کی جو سات نقلیں تیار کی تھیں اور جن میں سے ایک مدینہ منورہ میں تھی جس کی آیت فسیکفیکھم اللّٰہ پر بوقتِ شہادت عثمانؓ کا خون گرا تھا۔ اس قرآن کو مشہور مؤرخ علامہ احمد مقری نے ۳۲۵ھ میں دیکھا تھا۔ فرماتے ہیں کہ اس نسخہ اور اندلس کے نسخہ میں کوئی فرق نہ تھا۔ تاریخ المصاحف ص۱۰-۱۱ مؤلف حدائق البیان نے لکھا ہے کہ یہ نسخہ بحمد اللہ ۱۲۲۵ھ تک مدینہ منورہ میں محفوظ رہا۔

تاریخ المصاحف ص۱۲ میں ہے کہ یہ نسخہ اب تک ماسکو میں موجود ہے۔ تیمور نے جب دمشق فتح کیا تو دیگر تبرکات کے علاوہ امام حسنؓ کا نوشتہ قرآن مجید، امام جعفرؒ کا نوشتہ قرآن مجید، حضرت علیؓ اور امام حسینؓ کا نوشتہ پارہ کلام مجید ہمراہ خود لائے اور جب تیمور ہندوستان میں داخل ہوا تو انہیں یہاں لایا۔ شاہجہان نے ان کو موتی مسجد میں رکھا۔ بعدہٗ لال قلعہ میں منتقل کیا۔ اور عالمگیر جب دکن روانہ ہوئے تو دہلی کی جامع مسجد میں ان کو رکھا جو اب تک موجود ہے اور موجودہ قرآن اور ان میں ایک حرف کا بھی فرق نہیں۔ ان تبرکات کا تذکرہ مرزا حیرت دہلوی نے بھی حیات طیبہ کے ص۲۴۴ اور ص۲۴۵ پر کیا ہے۔

حفاظتِ قرآن

اب دیکھنا یہ ہے کہ سب سے مقدم اس خدمت کے لئے بارگاہِ خداوندی نے جس مقدس ہستی کو چن لیا ہوگا۔ وہی اللہ تعالےٰ کا سب سے زیادہ مقرب اور مقبول بندہ ہوگا۔ وہی سب سے زیادہ عالمِ اسلام کے شکریہ کا مستحق ہوگا نقل اور عقل شاہد ہیں کہ سب سے پہلے یہ خدمت حضرتِ صدیق اکبرؓ نے انجام دی۔ حسبِ وعدہِ الٰہی انا نحن نزّلنا الذکر و انّا لہٗ لحافظون۔ (سورۂ حجر پارہ ۱۴) و انہ لکتاب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ و لا من خلفہ (حٰم سجدہ) و ان علینا جمعہ و قرانہ۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے ان وعدوں کی تکمیل کا کام سب سے پہلے صدیقِ اکبرؓ سے لیا۔

نقلی دلائل

مضمون ایک طویل حدیث کے ضمن میں بروایۃ زید بن ثابت بخاری شریف میں موجود ہے۔ وروی ابن ابی داؤد فی المصاحف عن عبد خیر قال سمعت علیًا یقول اعظم الناس فی المصاحف اجرًا البوبکر رحمۃ اللہ علیٰ ابی بکر ھو اوّل من جمع کتاب اللہ (اتقان ج۱ ص۵۷) اس روایت میں حضرت علیؓ نے ابوبکر صدیق رضؓ کو دعائے رحمت دی اور ان کو سب سے اول قرآن کا جمع کر دینے والا اور سب سے زیادہ اجر و ثواب پانے والا قرار دیا۔

۲۔ اخرج ابو یعلی عن علی قال اعظم الناس اجرًا فی المصاحف البوبکر ھو اوّل من جمع القرآن بین للوحین۔ (تاریخ الخلفاء مطبوعہ مجتبائی)

موجودہ قرآن کی محفوظیت کا اقرار خود حضرت علیؓ سے فروع کافی کتاب الروضہ کے ص۲۵ پر موجود ہے حضرت علی فرماتے ہیں۔ کتاب کو یہ قد نقلہ و بیّنہ و اوضحہ واعزہ و حفظہ من ان یاتیہ الباطل من بین یدیہ و من خلفہ۔

ترجمہ: "قرآن کریم معزز کتاب ہے۔ خدا نے اس کو تفصیل سے بیان کیا اور اس کو بزرگی اور عزت بخشی اور حفاظت کی کہ باطل اس کے آگے یا پیچھے سے راہ پائے۔" تحریف کمی و بیشی کا نام ہے۔ اگر اس کو قرآن میں تسلیم کیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ باطل نے قرآن کی طرف راہ پائی جو محض قرآن کے خلاف ہے۔ اس کے علاوہ اگر موجودہ قرآن غیر محفوظ ہے اور اصلی محفوظ قرآن سے ساڑھے تیرہ سو سال کے طویل عرصہ تک عالم اسلام محروم ہے تو معاذ اللہ ایسی کتاب کا نزول محض بیکار اور لغو قرار پائے گا۔ اور پورے عالم اسلام کو کتابِ ہدایت سے محرومی کی وجہ سے گمراہ اور محروم الہدایت ماننا پڑے گا۔ جس سے خود معاذ اللہ حضورؐ کی رسالت پر بھی حرف آئے گا کہ وہ ہدایت خلق کے بارے میں ناکام رہی۔ لاحول و لا قوۃ الّا باللہ۔

جمع وکتابت نبوی

جمع و کتابت قرآن کی مختلف صورتیں ہیں۔ جمع و کتابت قرآن پہلی مرتبہ خود حضور علیہ السلام نے فرمائی، اور ترتیب آیات اور سور بھی حکم خداوندی سے آپ نے ہی فرمائی۔ قال الحاکم فی المستدرک جمع القران ثلاث مرات احدھا بحضرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم خرج بسند علی شرائط شیخین عن زید بن ثابت کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نولف القران من الرقاع الحدیث یعنی ہم مختلف اوراق سے حضورؐ کے

قرآن جمع اور مرتب کرتے تھے۔ (اتقان ج ۱ ص ۶۵) ترتیب الایات فی سورہا واقع بتوقیفہ صلی اللہ علیہ وسلم وامرہ من غیر خلاف فی بین المسلمین (اتقان ص ۶۱ ج ۱) یعنی قرآنی آیات کی ترتیب مختلف صورتوں کی شکل میں حضورؐ کے بتلانے اور ان کے حکم سے واقع ہوئی ہے اور اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے۔

جمع وکتابت صدیقیؓ جمع وکتابت قرآن کی دوسری صورت وہ ہے جو صدیق اکبرؓ کے ہاتھوں تکمیل کو پہنچی۔ حضور علیہ السلام نے اگرچہ جمع وکتابت قرآن کی خدمت اپنے زمانے میں فرمائی تھی جس کو جمع نبوی سے تعبیر کیا جاتا ہے لیکن اس وقت قرآن شریف کو ایک ہی جلد کی صورت میں مجتمع نہیں کر دیا گیا تھا بلکہ مختلف اجزاء کی شکل میں مکتوب تھا۔ یکجائی صورت میں جمع وکتابتِ قرآن کی خدمت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انجام دی۔ غالباً حضور علیہ السلام نے ایسا اس لئے نہیں کیا کہ نزولِ وحی کا انتظار رہتا تھا جو آپؐ کے وصال کے بعد ختم ہوا۔ (اتقان ج ۱ ص ۵۸) میں ہے

کتابۃ القرآن لیست بمحدثۃ فانہ علیہ السلام یامر بکتابتہ ولکنہ کان مفرقاً فی الرقاع والاکتاف والعسب فانما امر الصدیق بنسخہا من مکان الی مکان مجتمعاً۔

(ترجمہ) قرآن کی کتابت بدعت نہیں۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے اس کے لکھنے کا حکم دیا تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھوایا ہوا قرآن مختلف اوراق اور اونٹ کے شانوں کی ہڈیوں اور خرما کی صاف تختیوں پر لکھا ہوا منتشر صورت میں موجود تھا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس کو یکجائی شکل دے دی۔

جمع وکتابت عثمانیؓ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب آپ کو اندیشہ ہوا کہ مختلف قبائل عرب کے لب و لہجہ کے فرق کی وجہ سے تلفظ قرآن میں اختلاف پیدا ہونے کا احتمال ہے تو آپ نے تلفظ و قرأت قریش کی تعیین فرمائی۔ جس کے مطابق قرآن کریم کا نزول ہوا تھا۔ ملاحظہ ہو (اتقان ج ۱ ص ۶۱) بہرحال صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے وہ کارنامہ انجام دیا جس کی وجہ سے واحد کتاب کی صورت میں قرآن حکیم تمام عالم اسلام نے اس کو پڑھا اور سیکھا اور اس پر عمل کیا اور جس پر عمل کرنے سے لاکھوں کروڑوں مسلمان ولی، غوث، قطب بن گئے۔ اور سرچشمۂ ہدایت قیامت تک کے لئے جاری ہوا جس کا اجر و ثواب قیامت تک صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نامۂ اعمال میں ثبت ہوتا رہے گا۔ یہی وہ کارنامہ ہے جس کی وجہ سے کشف الغمہ مطبوعہ ایران ص ۲۲۰ میں حضرت ابوبکرؓ کی نسبت امام جعفر صادقؓ کے یہ الفاظ درج ہیں۔

نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والاخرۃ

یعنی اچھا ہے صدیق۔ صدیق اچھا ہے، صدیق اچھا ہے۔ صدیق جو اس کو صدیق نہ کہے خدا اس کو دنیا و آخرت میں جھوٹا کرے۔

نیز کتاب نہج البلاغہ میں ابوبکر صدیقؓ کے متعلق جناب امیر حضرت علیؓ کا ارشاد ہے کہ خدا تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحمت کرے۔ اس نے کجی کو سیدھا کیا، بیماری جہالت کا علاج کیا، سنتِ رسول علیہ السلام کو قائم کیا۔

بدعت کو پیچھے ڈالا، دنیا سے پاک دامن اور بے عیب گذرا، خوبی کو پا لیا اور شر سے پہلے چلا گیا۔ خدا تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کیا اور تقوی جیسے کہ چاہئے تھا اختیار کیا (نہج البلاغۃ مطبوعہ بیروت جلد اول ص ۲۵) نہج البلاغۃ کی شرح کبیر مؤلفہ ابن ہیثم بحرانی جو ۶۷۷ھ میں تصنیف ہوئی مرقوم ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا:۔ وکان افضلہم فی الاسلام وانصحہم للہ ورسولہ الخلیفۃ الصدیق والخلیفۃ الفاروق۔

عقلی دلیل حضرت ابوبکر صدیق اکبرؓ کی خدمتِ قرآن مجید کے سلسلے میں نقلی دلائل ذکر ہوتے، اب عقلی دلیل بیان کی جاتی ہے۔ قرآن کی محفوظیت اور مکتوبیت کی خدمت کی ضرورت حضور انورؐ کے وصال کے متصل تھی۔ کیونکہ اگر اس وقت قرآن کو ضائع ہونے دیا تو پھر پورے عالم اسلام کی بس میں تھا کہ وہ قرآن کی حفاظت کر سکتا اور اس دور میں تمام اہل تاریخ کا اتفاق ہے کہ اقتدارِ اوّل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حاصل ہوا تھا جس کو آپ نے حفاظت و تعلیم و اشاعتِ قرآن میں صرف فرمایا اور پورے عالم اسلام کو اس سرچشمۂ ہدایت سے سیراب کیا اور تمام فتنہ ہائے ارتداد کو کچل دیا۔ والفضل للمتقدم۔

شیخ الاسلام نمبر

(مضامین نگار حضرات کی خدمت میں)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور جنوری ۱۹۶۹ء کے وسط میں شیخ الاسلام سیدی ومولائی حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں ایک وقیع اور بلندپایہ مضامین کا حامل نمبر شائع کر رہا ہے آنجناب سے درخواست ہے کہ اپنے رشحاتِ قلم سے اس نمبر کی زینت وافادیت میں اضافہ فرمائیں۔

مضمون ۵ جنوری تک ادارہ خدام الدین پہنچ جانا چاہئے۔ امید ہے کہ آپ اس سلسلہ میں ادارہ خدام الدین کی درخواست کو شرفِ قبول سے نواز کر عنداللہ اور عندالناس ماجور ہوں گے۔

عبیداللہ انور
امیر انجمن خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کا اٹک کینٹ میں

درسِ قرآن

منعقدہ ۲۴ ستمبر ۱۹۶۷ء

مرتبہ محمد عثمان غنی بی اے

(۴)

عرض میں یہ کر رہا تھا ـــــ کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب تشریف لائے تو ایک نظریّہ یہ تھا میرے بزرگو کہ ترہّب کو قربِ الٰہی کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا اس لئے یہودیوں میں، عیسائیوں میں راہب تھے۔ اب بھی راہبانہ زندگی کے مدعی ہیں (اگرچہ ہیں بڑے دنیا پرست مگر دعویٰ یہ ہے کہ وہ راہبانہ زندگی گذار رہے ہیں) دوسرا نظریۂ حیات یہ تھا کہ قیامت کوئی چیز نہیں، مرنے کے بعد زندگی کوئی چیز نہیں، کھانا ہے، پینا ہے، بس یونہی وقت گذرتا رہیگا، وَمَا یُهْلِكُنَا اِلَّا الدَّهْرُ ؕ (الجاثیہ ۲۴) اللہ تعالےٰ کے کسی نظام کی پابندی کی ضرورت نہیں، دنیا ہی دنیا ہے ـــــ قرآن مجید نے آکر رستہ متعیّن فرمایا کہ دیکھو دنیا میں تم اللہ کے خلیفے ہو، اللہ نے تم کو خلافتِ ارضی عطا کی، تم اس سرزمین کو آباد کرو، اللہ کی مشیّت کو نافذ کرو، اللہ کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاؤ، اللہ کی نعمتوں سے تمتّع حاصل کرو۔ لیکن بات اتنی سی ہے۔ دونوں نظریّوں میں ایک تیسرا نظریّہ ہے کہ دنیا سے فائدہ حاصل کرو، دنیا میں رب العالمین کی مرضی کو نافذ کرو، دنیاوی ساز و سامان سے فائدہ حاصل کرو، لیکن اتنی بات کرو جیسے کہ ہماری پنجابی میں کہتے ہیں "ہتھ کار وَل، دل یار وَل" (دست بکار دل بیار) ہاتھ تمہارا کام میں لگا ہو اور دل رب العالمین کے ذکر سے منوّر ہو۔ تم دنیاوی زندگی کو اُخروی زندگی پر ترجیح مت دو۔ تمہارے سامنے یہ نظام ہو کہ یہ میری جو دنیا کی زندگی ہے، یہ قیامت کی زندگی کے لئے دارالعمل ہے۔ جیسا کہ فرمایا امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ ط دنیا قیامت کی کھیتی ہے اِسے تو یہاں پر بو تاکہ اسے بونے کے بعد اس کا جو پھل ہے وہ تجھے اخروی زندگی میں حاصل ہو جو ابدالآباد تک رہنے والی ہے۔ اس میں کسی قسم کا انقطاع نہیں وہ ابداً ابداً رہنے والی زندگی ہے۔

پھر یہاں پر ایک چیز پیدا ہوتی ہے۔ آج کل سوالوں کا زمانہ ہے اللہ تعالےٰ مجھے بھی آپ کو بھی ایسے نظریات سے بچائے۔ چودہ سو سال میرے بزرگو ہو چکے ہیں۔ اب مسلمانوں کے دلوں میں شکوک اور شبہات پیدا کئے جا رہے ہیں بات بات پر کہ جی قیامت کو مانا تو کیا فائدہ؟ قبر کی زندگی کو مانا تو کیا فائدہ؟ اب یہ جو "فائدے" کی بات ہے نا یہ بڑی چل پڑی ہے۔ میرے بزرگو! فائدہ یہ ہے ـــــ آپ ہزارہا دفعات بنا لیں، انتظام کر لیں، نظم و نسق کر لیں لیکن جب تک آپ اللہ پر ایمان اور قیامت کا خوف کسی کے دل میں پیدا نہ کر سکیں گے اس وقت تک برائی کبھی نہیں مٹ سکے گی۔ قیامت پر ایمان، یہ تو بہت بڑا فلسفہ حیات کا ہے، مبداء کا ہے۔ جن افراد کو، جن قوموں کو، جن انسانوں کو، قیامت پر ایمان حاصل ہو گیا، جو یہ سمجھتے ہیں کہ میری اس زندگی کا انجام وہاں ہوگا اس کا حساب وہاں ہوگا تو وہ اپنی زندگی کو اُس خطِ مستقیم پر گذارتے ہیں جس پر چلنے کے بعد نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ساری کائناتِ انسانی خوش رہتی ہے۔ آج دیکھ لیں ہم خوش ہیں؟ ساری کائناتِ انسانی خوش ہے؟ میرے بزرگو! یہ ایک عام محاورہ ہو گیا ہے اگر کسی دُکان دار کے پاس ہم جاتے ہیں اور وہ دکاندار کوئی چیز بیچنا چاہتا ہے پوچھیں کیا قیمت ہے؟ وہ کہتا ہے جی پانچ روپے۔ ہم کہتے ہیں یار اِک بات کرو، سچی گل کر۔ وہ کہتا ہے جی میں نے کبھی دو باتیں نہیں کیں میں تو ایک ہی بات کرتا ہوں۔ ہم نہیں مانتے اور کہتے ہیں "اوئے یار اج کل سچ آکھنے والا کون اِیں؟ یعنی ایک محاورہ بن گیا ہے، ہمارا ایک یہ نظام بن گیا ہے، ہمارا یہ جوہر بن گیا ہے ہماری زندگی کا کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ سچ کہنے والا کوئی نہیں۔ کسی پر اعتماد باقی نہیں رہا۔ تو یہ کیوں؟ قیامت کا انکار، عملی انکار قیامت کا، قبر کی زندگی کا عملی انکار۔ اگر قبر کی زندگی کا عملی انکار نہ ہوتا، قیامت کا عملی انکار نہ ہوتا تو ہم یہ سوچتے کہ میرا یہ جتنا جاہ و جلال ہے، علم و فن ہے، میرے پاس جو مال و دولت ہے، یہ سب کی سب فنا ہونے والی ہے، ایک وقت میں نے رب العالمین کے حضور پیش ہونا ہے۔ تو پھر میری دنیاوی زندگی اس لائن پر چلتی جو لائن پیش کی ہے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ـــــ

امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیرِ کبیر کے مصنّف، مفسّر بہت بڑے امام گذرے ہیں، عالم بھی تھے، بعض لوگوں نے کہا ہے تفسیرِ کبیر میں سب کچھ ہے سوائے تفسیر کے۔ اس سے ہمارے اکثر بزرگ متفق نہیں ہیں۔ تفسیرِ کبیر میں امام فخرالدین رازی نے روایت بھی جمع کی، درایت بھی جمع کی۔ وہ جو فلسفیانہ دلائل دیتے ہیں وہ مفید ہیں آج کل ہمارے دماغوں کے لئے۔ آج کل ہم ہر بات کی الم پوچھتے ہیں اِنُ پوچھتے ہیں، ہمارا مینٹل بڑا لمبا ہو گیا ہے۔ یہ ہر بات کو مانتا ہے لیکن قرآن کو نہیں مانتا اور فلسفے کو مانتا ہے۔ امام فخرالدین رازی کے زمانے میں بھی یہ بیماریاں تھیں تو فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیرِ کبیر میں جو آٹھ جلدوں میں ہے روایت بھی پیش کی، درایت بھی پیش کی۔ قرآن مجید کی تفسیر کی احادیثِ نبویّہ کے ساتھ اقوال صحابہؓ کے ساتھ اور پھر فلسفیانہ دلائل بھی آپ نے پیش کئے اس لئے تفسیرِ کبیر اچھی تفسیر ہے۔ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ معزالدین

غوری کے زمانے میں ہوئے ہیں جس کو شہاب الدین غوری بھی کہا جاتا ہے — شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ سلاطین غوریہ میں سے بہت بڑے سلطان تھے۔ بڑے دیندار بادشاہ تھے اللہ ان کی قبر کو پُرنور فرمائے — آپ اکثر دوست پڑھے لکھے ہیں اور جانتے ہیں، کہ شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ کا جو مشن تھا وہ کیا تھا؟ وہ ہندوستان میں کیوں آئے؟ ملتان میں اور پنجاب میں بعض مقامات پر فرقۂ باطنیہ کا بڑا زور تھا۔

باطنی فرقہ کسے کہتے ہیں؟ جو ابھی میں نے ابتداء میں مثال کے طور پر چند باتیں عرض کیں۔ باطنی فرقہ اُسے کہتے ہیں، اُن سے کہا جائے "او بھائی! نماز پڑھو"۔ "اوجی میں دل وچ نماز پڑھنا واں" — پڑھتا ہوں مگر دل میں پڑھتا ہوں — "روزہ رکھو" — "اجی اتوں تے میں بھنگ افیم کھانا واں پر وِلوں میرا روزہ ہوندا اے" "بھائی حج کو جاؤ" "جی میں تو ہر روز خانے کعبے دا طواف کرنا واں" — یہ ہے فرقۂ باطنیہ — محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دل کا روزہ نہ رکھا؟ حضورؐ نے دل کی نماز نہ پڑھی؟ یہ "دل" کیا ہوتا ہے؟ اللہ نے فرمایا۔ تیرے اعضاء اور جوارح اللہ کے ذکر میں مشغول ہوں —

میرے بزرگو! یہ تلبیسات فرقۂ باطنیہ کی تھیں اور فرقۂ باطنیہ کا مرکز تھا ملتان۔ اور سارے علاقے میں فرقۂ باطنیہ کے پیروکار پھیلے ہوئے تھے شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں۔ جہاں تک میں سمجھتا ہوں خواجہ غریب النواز سلطان الہند معین الدین اجمیری رحمۃ اللہ علیہ نے جو اجمیر میں اپنا مرکز قائم کیا اس کی بھی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ فرقۂ باطنیہ کا فتنہ اس زمانے میں پھیلا ہوا تھا۔ ہندو بھی تھے اور مسلمانوں میں فرقۂ باطنیہ پھیلا ہوا تھا اس لئے سلطان الہند رحمۃ اللہ علیہ نے سلوک علیٰ منہاج النبوۃ نافذ کرنے کے لئے وہاں ڈیرہ لگایا اور لوگوں کو کفر اور گمراہی سے بچایا۔

تو شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ کی بات میں عرض کر رہا تھا انہوں نے بڑے کافی باطنئے دنیا سے ختم کئے، ان کے خلاف جہاد کیا اور ان کو اس ملک سے نکالا، کسی کو مارا، کوئی بھاگ گئے، کوئی قتل ہو گئے، اور پھر شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ جہلم کے قریب باطنی فرقے کے ایک پیروکار کے ہاتھوں شہید ہو گئے — تو شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ نے امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کو بلایا۔ میرے بزرگو! یاد رکھئے یہ دو پہیے ہیں امت کی گاڑی کے (۱) علماء (۲) امراء — علماء دین کا حکم دیتے ہیں، امراء اس کو نافذ کرتے ہیں۔ امراء علماء کا احترام کرتے ہیں، علماء امراء کی طرف داری کرتے ہیں دین کے لئے، پھر اس سے قوم کی نشو و نما ہوتی ہے۔ جہاں پر امراء ہی علماء کے مخالف ہو جائیں اور علماء امراء کے خلاف ہو جائیں تو یہ دونوں پہیے آپس میں جدا ہو گئے، قوم کی گاڑی کبھی نہیں چل سکتی۔ ہمارے ان علاقوں میں بھی پہلے — اب بھی جگہوں پر جو خوانین ہوتے ہیں، گاؤں کے، دیہات کے ملک اور خان لوگ وہ اپنے علماء کا احترام کرتے ہیں، گاؤں میں کوئی مسئلہ ہو جاتے تو مولوی سے مسئلہ پوچھا جاتا ہے، مولوی صاحب حکم دیتے ہیں۔ گاؤں کا ملک اور خان اس حکم کو نافذ کرتا ہے، گاؤں میں امن رہتا ہے۔ اگر خان ہی اپنے پیشوا کے خلاف ہو جاتے تو پھر گاڑی نہیں چل سکتی۔ اس لئے پہلے زمانے میں امراء اور علماء کا آپس میں بڑا تعلق رہا ہے۔ ملا عبدالحکیم سیالکوٹیؒ رحمۃ اللہ علیہ جن کے نام پر محلہ عبدالحکیم اب بھی سیالکوٹ میں ہے ان کو شاہجہان نے اور جہانگیر نے دونوں نے چاندی اور سونے میں تولا تھا — مولوی صاحب کو — اور وہ دولت ان کے حوالے کر دی۔ اور ان کو کچھ اور بھی انعام و اکرام دیا۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ علماء حقیقت میں جو بات علماءِ حق کہتے ہیں وہ بات دین ہی کی کہتے ہیں، گنہگار قسم کے بھی ہوتے ہیں لیکن علماءِ حق اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہیں — تو فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ ملے شہاب الدین غوری رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اس پر میں عرض کر رہا تھا کہ پہلے وقتوں میں علماء اور امراء آپس میں ملا کرتے تھے، ایک دوسرے کا احترام کرتے تھے۔

میں نے کہیں پڑھا ہے علامہ ذہبیؒ کے حوالے سے کہ ہارون الرشید خلفائے عباسیہ میں ایک بہت بڑے خلیفہ گذرے ہیں — خلیفۂ عادل ہی تھے — ہارون الرشید نے اپنے زمانے کے ایک عالم کو بلایا جن کا نام تھا ابو معاویہ — اور وہ اندھے تھے۔ ان کو بلایا۔ اور اپنے خادموں سے کہا کہ کھانا لایا جائے۔ کھانا پیش کیا گیا، سب کو نکال دیا گیا، دروازے بند کر دئے اور خود ہارون الرشید نے اپنے ہاتھ میں لوٹا لیا چونکہ ابو معاویہ اندھے تھے، اُن کے ہاتھ پر پانی ڈالا، ہاتھ دھلائے، کھانا کھلایا، کھانا کھلانے کے بعد پھر ہاتھ دھلائے۔ پھر پوچھا کہ مولانا! آپ جانتے ہیں آپ کے ہاتھوں پر کس نے پانی ڈالا؟ تو وہ تو اندھے تھے۔ فرمانے لگے مجھے کیا پتہ کس نے ڈالا۔ فرمایا کہ میں نے پانی ڈالا آپ کے ہاتھوں پر، میں نے سوچا کہ میرے ہاتھ تو روزانہ دھلائے جاتے ہیں کبھی میں بھی خدا کے کسی بندے کے ہاتھ دُھلا دوں — یہ ہے ہمارے خلفاء کا کردار۔

تو شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ نے امام فخر الدین رازی کو بلایا اور ان کے سامنے یہ بات پیش کی کہ حضرت! کچھ مجھے بھی سمجھائیں، وعظ و نصیحت کریں۔ آپ نے جو کچھ عربی میں فرمایا اس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"اے غوری! نہ تیری حکومت باقی رہے گی نہ میرا علم باقی رہے گا۔ دونوں کو خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔ میں بھی دنیا سے چلا جاؤں گا، تو بھی دنیا سے چلا جائے گا اور دونوں کو خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔ علامہ ذہبیؒ اس پر لکھتے ہیں کہ فخر الدین رازی کی یہ بات کیسی تھی۔ ع

از دل خیزد، بر دل ریزد

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

غوری کے دل پر ایسی چوٹ لگی، اُسی وقت رونا شروع کیا۔ انابت الی اللہ کا جذبہ پیدا ہوا۔ (باقی آئندہ)

آٹھ تراویح بدعت ہیں

حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی مدظلہٗ

(گزشتہ سے پیوستہ)

(۸) عبارت یوں ہے۔ لامناص من تسلیم ان تراویحہ علیہ السلام کانت ثمانیۃ رکعات ص۳۲۹ ترجمہ کیسا نفیس ہے اس کو لوگ خود دیکھ لیں اس کا مفہوم آگے کے لفظ سے ظاہر ہے، فصح عنہ ثمان رکعات و اما عشرون رکعۃ فہی بسند ضعیف یعنی صحیح حدیث سے آٹھ رکعت اور ضعیف سند سے بیس ہیں۔ چونکہ روایت حدیث میں وہ حدیث ضعیف ہی کہلاتی ہے جس میں کوئی راوی ضعیف ہو اس لئے سب نے اس کو دیانتداری میں ضعیف ہی کہا ہے گو دوسری حدیثوں قبول مجتہدین اور عمل صحابہ سے وہ قوی بن چکی ہو اس لئے اس عبارت میں بھی وہی بات ہے جو اوپر کی درج شدہ عبارتوں میں ہے کہ بیس کی حدیث سند سے ضعیف ہے آٹھ کی صحیح گو بیس کی حدیث دوسری حدیثوں اور قبول سے مجت و قوی ہو جائے اور آٹھ کی تہجد کی ثابت ہو آخر میں واستقر الامر علی عشرین اور حدیث سنۃ الخلفا سے دلیل ہے

(۹) آکد زیادہ تاکید والا ہوتا ہے یعنی وہ صحیح روایت سے ہے بیس ضعیف سے ہے جو سند سے ضعیف ہے گو دوسری دلیلوں سے قوت پا جائے، لفظ آکد اسم تفضیل ہے۔ مفضل و مفضل علیہ کا اشتراک فعل میں ضروری ہوتا ہے تو فرمایا کہ دونوں سنت مؤکدہ ہیں مگر صحیح زیادہ مؤکدہ یعنی ۲۰ میں سے ۸ زیادہ مؤکدہ اور ۱۲ اس سے کم مگر سب کی سب بیس کی بیس مؤکدہ ہیں گو اصل رسالہ سامنے نہیں کہ کاٹ تراش معلوم ہو سکے مگر یہ اقتباس بھی دیانت پر مبنی ہے۔

(۱۰) یہ کتاب ہمیں نہیں مل سکی معلوم نہیں کس نے اس کا یہ ترجمہ کیا ہے اور کہاں کیا ہے، لفظ "ثابت نہیں" کہنے سے وہی ضعیف ہونا مراد ہو سکتا ہے جیسے محدثین و فقہا نے سند کے ضعف سے قرار دیا ہے۔ باقی یہ کہنا کہ، آپ کے حکم کے بموجب حضرت عائشہ صدیقہ کی حدیث پر عمل رہا۔ یہ تو نہ نقل سے صحیح ہے کہ تراویح کے متعلق کہیں ایسا حکم نہیں آیا۔ نہ عقل سے درست ہو سکتا ہے کہ حضرت عائشہ کی حدیث تو حضورؐ کے بعد حضورؐ کے حکم کے بموجب اس پر عمل کیسے ممکن ہے؟ اور اوپر جواب ۲ میں حدیث کے لفظوں سے ثابت کیا گیا ہے کہ حضرت عائشہؓ کی حدیث تو تہجد کے لئے نہ کہ تراویح کے لئے اس لئے یہ بات ویسے بھی صحیح نہیں ہو سکتی۔ امام بخاری و مسلم نے بھی حضرت عائشہ کی حدیث کو تہجد میں لیا ہے۔ پھر مولانا عبدالحمید صاحب نے تحفۃ الاخیار رسالہ میں فتح المنان، مصنفہ شیخ عبدالحق سے اس کے خلاف نقل کیا ہے، الظاہر انہ قد ثبت عندہم صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم عشرین رکعۃ کما جاء فی حدیث ابن عباس فاختارہ عمر، انتہی کلامہ ۱ھ تحفۃ الاخیار ص۲۱۱ یہ کہنا کہ حضرت عائشہؓ خوب واقف تھیں، تو اپنے گھر کی نماز سے واقف تھیں، نہ کہ مسجد اور دوسری ازواج مطہرات کے گھروں میں نمازوں سے۔ جواب ۲ میں عرض ہو چکا ہے کہ تہجد کی یہ تعداد بھی اکثر اوقات کی تھی ورنہ خود حضرت عائشہؓ سے زیادہ روایات ہیں۔ اور حضرت میمونہ حضرت ابن عباس کی خالہ تھیں وہ وہاں سے معلوم کر سکتے ہیں۔

(۱۱) یہ خصوصیت انہی کی نہیں سب فقہا نے اس حدیث کے ضعف سند کو فرض کر کے صحیح السند کی طرف منسوب کر کے ۸ رکعات اور تین وتر کو بیان کیا ہے اور تراویح کے بیس ہونے کا ثبوت خلفائے راشدین کے عمل سے حدیث، علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین کی وجہ سے لیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فرمانے کے بعد وہ بھی سنت رسول ہی کے حکم میں ہو جاتی ہے چونکہ اسلاف میں لوگ صحابہ و خلفاء سے بدگمان نہ تھے اس لئے اسی کو کافی قرار دیا تھا۔ بجائے ایسی دلیل کے جس میں کسی کو کچھ غلط سلط کہنے کی گنجائش ہو قوی دلیل سنت خلفا بیان کرتے ہیں تاکہ کسی کو خلاف کی گنجائش ہی نہ مل سکے۔ بشرطیکہ صحابہ پر تبرا والا نہ ہو۔ اس لئے یہ بھی وہی بات ہے سند کی صحت وضعف کی، ورنہ یہی حضرات بیس بیس تراویح کے سنت مؤکدہ ہونے کو بیان کر رہے ہیں اور یہ ہے بھی ناممکن کہ تمام صحابہ، آیت کنتم خیرامۃ اور حدیث لا تجتمع امتی علی الضلالۃ اور ہر ایک کے مقتدائے عالم ہونے کی حدیثوں کے بعد کسی ایسے فعل پر اجماع کر لیں جو حضورؐ سے منقول نہ ہو، حضورؐ کی مرضی نہ ہو خواہ وہ صاف صاف صحیح صحیح بعد والوں تک نقل ہو یا نہ ہو، اور جب ایک حدیث مل رہی ہے، جو اول میں صحیح تھی ۳۰۰ھ میں جا کر ایک راوی ضعیف اس میں آ گیا تو سند کے اعتبار سے بعد والوں کے لئے ہی تو ضعیف ہو گی ان صحابہ رضی اللہ عنہم کے لئے تو براہ راست بلاواسطہ حضورؐ سے سننے اور دیکھنے سے قطعی یقینی تھی اس لئے فقہائے احناف زیادہ تر ثبوت کو سنت خلفاء سے لیتے ہیں جس میں کوئی شک و شبہ و اختلاف نہیں پیدا ہو سکتا۔ یہ فقہا کی انتہائی احتیاط اور انتہائی دیانت ہے جو لوگ صحابہ و خلفاء کے خلاف ہیں وہ شاید تسلیم نہ کریں تو دوسرے دلائل دیں گے۔

(۱۲) یہ سب کہتے ہیں اور کہنا ضروری ہے کہ صحیح حدیثوں میں ہے مگر وہ رکعتیں تراویح تھیں یہ ثابت نہیں ہوتا۔ آٹھ تہجد تین وتر تھیں، کسی حدیث میں ان کا تراویح ہونا نہیں آیا اسی لئے خود آگے کہہ دیا ہے، وہی عشرون رکعۃ باجماع الصحابۃ

(۱۳) یہ وہی عبارت ہے جو ۱۲ میں عربی میں گذری تھی اب نمبر بڑھانے کے لئے اردو میں اس کو لکھ دیا ہے وہی جواب ملاحظہ ہو۔

(۱۴) بڑے تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ عبارت ناقص اور ترجمہ غلط کر کے ایک قدیم بزرگ پر اس کے کہنے کی تہمت لگا دی جاتی ہے، بحرالرائق ص۶۶ ج۲ و حکی غیر واحد الاجماع علی سنیتہا و قد سنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وندبنا الیہا و اقامہا فی بعض اللیالی ثم ترکہا خشیۃ ان تکتب علی امتہ کما ثبت ذلک فی الصحیحین و غیرہما ثم وقعت المواظبۃ علیہا فی اثناء خلافۃ عمرؓ و وافقہ علی ذلک عامۃ الصحابۃ کما ورد ذلک فی السنن ثم مازال الناس من ذلک الصدر الی یومنا

ہذا علی افامتہا من غیر نکیر وکیف لا وقد ثبت عنہ صلی اللہ علیہ وسلم علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المہدیین عضوا علیہا بالنواجذ کما رواہ ابو داؤد لہ۔ اس میں تو جیسے حدیثوں میں آ رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بعض راتوں میں کر کے ترک کرنا اور بعد میں تمام صحابہ کا حضرت عمرؓ کے موافق دوام اس وقت سے لے کر آج تک بغیر کسی کے انکار کے بیان ہے۔ نہیں معلوم اس عبارت سے یہ تہمت کا دعویٰ کیسے نکل آیا۔ حضورؐ کا عمل وفات تک کہاں سے نکل آیا۔

(۱۵) یہ بھی ایک تہمت سے کم نہیں ابن نجیم مصنف بحرالرائق نے جو شیخ ابن ہمام مصنف فتح القدیر کا قول نقل کیا ہے اس میں بھی مداومت کا کوئی لفظ نہیں ملتا پوری عبارت پیش ہے قولہ عشرون رکعۃ بیان یکمیتہا و ہوقول الجمہور لمانی الموطا عن یزید بن رومان قال کان الناس یقومون فی زمن عمر بن الخطاب بثلاث وعشرین رکعۃ وعلیہ عمل الناس شرقا و غربا لکن ذکر المحقق فی فتح القدیر ما حاصلہ ان الدلیل یقتضی ان تکون السنۃ من العشرین مافعلہ صلی اللہ علیہ وسلم منہا ثم ترکہ خشیۃ ان تکتب علینا والباقی مستحب وقد ثبت ان ذلک کان احدی عشرۃ رکعۃ بالوتر کما ثبت فی الصحیحین من حدیث عائشۃ فاذن یکون المسنون علی اصول مشائخنا منہا والمستحب اثنا عشر انتہی۔ اور مسنون و مستحب دونوں بات ایک شخص سے ایک چیز کے لئے نہ نقل سے صحیح ہے نہ عقل سے نہ واقع کے موافق ہے، اب اہل علم کی ایسی باتوں کو آخر کیا کہا جائے۔ پھر شیخ ابن ہمام کی اس تفریق کو تمام علمائے احناف نے رد کیا ہے یہ ان کی اپنی رائے قرار دی ہے جو اوروں پر حجت نہیں نہ مذہب کا مسئلہ ہے نہ دلائل سے قوی ثابت ہوتا ہے اور بہت ممکن ہے شیخ ابن ہمام کا مقصد یہ ہو کہ جیسے ۹ میں عرض ہوا ہے کہ بیس کی بیس سنت مؤکدہ ہوں مگر ان میں آٹھ اس لئے زیادہ مؤکدہ ہیں کہ وہ نص صحیح سے ثابت ہیں اور بارہ ان سے کم مؤکدہ کہ نص ضعیف السند اور اجماع سے ثابت ہیں تو یہ فرق مرتبہ ہوگا فرق نوع نہ ہوگا اور لفظ مستحب کو مجازاً اس جیسے مؤکد نہ ہونے سے استعمال فرمایا گیا ہے ورنہ اگر بارہ کو غیر مؤکدہ قرار دیتا جو مذہب کے بھی خلاف اور اجماع کے بھی خلاف ہے وہ قابل قبول نہیں ہو سکتا یہ تو مسئلہ الگ تھا ان صاحب نے جو دعویٰ کیا تھا کہ ۱۱ مسنون و مستحب ہیں جس پر حضورؐ نے مداومت کی ہے یہ تو کہیں نہیں ہے اب اس کو سوائے تہمت کے اور کیا نام دیا جا سکتا ہے۔

(۱۶) عبارت درج نہیں غالباً وہی ۵ والا مضمون ہے اور محض تعداد بڑھانے کے لئے ۴ و ۱۳ کی طرح اس کو بھی مکرر کہہ دیا گیا ہے لہٰذا ۵ ملاحظہ ہو۔

(۱۷) طحاوی میں تو یہ حدیث نہیں ملی البتہ مؤطا امام مالک میں ہے۔ اور حاشیہ نصب الرایہ میں ہے کہ بیہقی میں امام مالک سے ہی روایت ہے ص ۳۹۶ ج ۲ لیکن شارح موطا ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ یہ وہم ہے صحیح، احدی وعشرین ہے۔ لفظ یہ ہیں روی غیر مالک فی ہذا الحدیث احدی وعشرین وہو الصحیح و لا اعلم احدا قال فیہ احدی عشرۃ الا مالکا، ویحتمل ان یکون ذلک اولا ثم خفف عنہم طول القیام ونقلہم الی احدی وعشرین الا ان الاغلب عندی ان قولہ احدی عشرۃ وہم لہ۔ (اوجز ص ۳۹۴ ج ۱)

(۱۸) اصل کتاب تو دستیاب نہیں ہوئی نہ اصل عبارت یہاں درج کی گئی معلوم نہیں ترجمہ میں کیا خرد برد ہوئی ہو گی۔ اگر یہ عبارت صحیح بھی ہو تو اس کا مدار ۱۷ والی حدیث پر ہے جس کا وہم ہونا ابن عبدالبر سے نقل کیا جا چکا ہے اب جس کی بنیاد ہی کمزور ہو وہ تعمیر معلوم ہے، حالانکہ خود امام مالک کا مذہب ہی زیادہ رکعتوں کا ہے اور تراویح میں کسی کا مذہب بھی آٹھ کا نہیں ہے۔ حدیثوں کی بعض روایات میں بیس سے زائد تو آئی ہیں مگر کم کہیں نہیں آئیں ان زائد کو فقہائے احناف و شوافع وغیرہ نے ثابت کیا ہے کہ وہ تراویح نہیں بلکہ جب مکہ مکرمہ والے ہر ترویحہ کے بعد طواف کی فضیلت حاصل کرتے تھے تو اہل مدینہ نے ہر ترویحہ کے بعد چار رکعت نفل کی فضیلت حاصل کرنی چاہی ہے کسی نے چار ترویحوں پر کسی نے پانچ پر اس لئے ۳۶ - ۴۰ روایات میں رکعات تراویح وارد ہوئی ہیں اسی لئے امام مالک کا مذہب اوپر راجح و قوی بیس تراویح کا ثابت کیا گیا تھا۔ جب خود امام صاحب سے زیادہ کا قول مل رہا ہے تو یہ عبارت ان کی ہوتی ممکن ہی نہیں غرض فقہائے احناف و شوافع، حنابلہ و مالکیہ نے بیس تراویح کا ثبوت، بعض نے حدیث ابن عباس کو قبول صحابہ و مجتہدین سے مضبوط قرار دے کر بتایا بعض نے سند کے ضعف پر نظر کر کے شبہ کی دلیل کو چھوڑ کے اس کے بجائے اجماع صحابہ کو یا حدیث سنت خلفا کو بتایا ہے اس لئے جن حضرات نے اس سند کے ضعف پر نظر کر کے دوسری روایت کی سند کو قوی کہہ دیا اور پھر استدلال اجماع و سنت خلفاء سے کیا تو کیا ان کی اس دیانتداری پر کوئی اعتراض ہو سکتا ہے؟ یا ان کے مذہب کے خلاف دلیل بنایا جا سکتا ہے۔ ممکن ہے "ڈوبتے کو تنکے کا سہارا" جب آٹھ تراویح کا لفظِ تراویح سے کوئی ثبوت نہ مل سکا تو ایسی ایسی باتیں تلاش کی گئی ہوں اور ان کو آگے پیچھے سے قطع کر کے مطلب برآری کی گئی ہو مگر یہ بات دیانتداری سے بعید ہے

واللہ اعلم

داخلے

● مدرسہ عربیہ حنفیہ انوریہ جامع مسجد باد وزیاں بیرون بوہڑ گیٹ ملتان کا داخلہ ۵ رشوال سے یکم ذی قعدہ تک جاری رہے گا مدرسہ ہذا میں قرآن کریم حفظ و ناظرہ اور دیگر درسی کتب وغیرہ پڑھائی جاتی ہیں طلباء کے قیام و طعام کا مدرسہ ہی کفیل ہے۔

(مقبول احمد خازن مدرسہ عربیہ حنفیہ انواریہ جامع مسجد باد وزیاں ملتان)

● ملتان کی مشہور دینی درسگاہ جامعہ عربیہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ عیدگاہ روڈ کا داخلہ ۶ رشوال المکرم سے شروع ہو رہا ہے اور بیس شوال المکرم تک جاری رہے گا۔ مدرسہ میں قرآن مجید (حفظ و قرأت)، فارسی، عربی کی تمام مروجہ کتب کی تعلیم و تدریس کا بطریق احسن انتظام ہے۔ علاوہ ازیں علوم شرقیہ (فاضل عربی، فاضل فارسی) اور میٹرک تک علوم جدیدہ کی تعلیم کا انتظام بھی طمانیت بخش ہے۔ مختلف تعلیمی شعبہ جات میں سات مستند اور قابل اساتذہ کرام تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ تمام بیرونی طلبہ کے قیام و طعام و دیگر ضروریات درسیہ کا کفیل مدرسہ ہے۔ خواہشمند طلبہ داخلہ کے لئے ۲۰ رشوال تک پہنچ جائیں یا درخواستیں ارسال کر دیں۔

(ابوالحسن قاسمی مہتمم جامعہ تعلیم الابرار رجسٹرڈ عیدگاہ روڈ ملتان)

دعائے مغفرت

● ۱۴ رمضان المبارک کو الطاف الرحمٰن کے چچا محترم سید فیاض حسین (ملنگ شاہ) ساکن چک $\frac{9}{S.L}$ لاہوریاں والا اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین خدام الدین سے گزارش ہے کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

● حکیم دوست محمد صاحب ہلالی رضائے الٰہی سے فوت ہو گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ قارئین خدام الدین سے التماس ہے کہ مرحوم کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔

(ہارون رشید۔ ماڈل ٹاؤن لائلپور)

شریعت میں حدیث کا مقام

فخر الدین صدیقی ۔ لاہور

(۲)

قرآن مجید میں ارشادِ الٰہی ہے "یعنی اے ایمان والو! اگر تمہارے درمیان کسی جھگڑے کی صورت پیدا ہو جاتے تو تم فیصلے کے لئے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف لوٹو۔" اس بات سے کسے انکار ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید کے احکام ابدی اور ہمیشہ قابلِ عمل ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تو یہی تھا کہ اگر کبھی جھگڑے کی صورت ہوتی تو مومنین اپنے فیصلے کے لئے بارگاہِ رسالت کی طرف رجوع کرتے آپؐ فیصلہ صادر فرماتے اور اگر کوئی پیچیدہ بات ہوتی تو اس کے متعلق عین موقع پر قرآن مجید کی آیت بھی نازل ہو جاتی۔ لیکن آج چودہ سو سال گذرنے پر جب مومن آپس میں جھگڑتے ہیں تو فرمائیے اللہ اور اس کے رسولؐ کے پاس جانے کی کون سی راہ ہے سوائے اس کے کہ ہم قرآنی احکام کی روشنی میں یا آپؐ کے نورِ ہدایت کی کرنوں میں اپنا فیصلہ کر لیں۔ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو دو جزیں مستلزم ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ قرآنی احکام کا انکار اور دوسرے یہ کہ خطرۂ ایمان۔ کیونکہ محولا بالا آیت میں یہ بات صراحت سے بیان کی گئی ہے کہ مومنوں کا جھگڑا نپٹانے کی دو ہی صورتیں ہیں کہ اللہ اور اس کا رسولؐ۔ لیکن موجودہ دَور میں اگر اس کے معنی یہی لئے جائیں جو منکرینِ حدیث کرتے ہیں تو لازماً قرآن کے اس حکم کو منسوخ قرار دینا پڑے گا۔ اور یہ چیز نہ صرف یہ کہ بالوضاحت غلط ہے بلکہ قرآنی احکام کے زندہ و پایندہ اور ابدی ہونے میں بھی ایک عظیم روک ہے۔ ایک طرف ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن کی تعلیم عالمگیر ہے تا قیامت قابلِ عمل ہے مگر ہمارا عمل یہ ظاہر کرتا ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ کیا یہ اجتماعِ ضدین نہیں ہے اور کیا یہ ہمارے قول و فعل میں تعارض نہیں ہے۔ آج بھی مومن کی شان یہی ہے کہ اگر اس کا کسی دوسرے مومن بھائی سے جھگڑا ہوتا ہے تو اس کے دُور کرنے کی دو ہی صورتیں ہیں کہ اوّل تو قرآن کی روشنی میں اس کا حل تلاش کریں اور اگر بالفرضِ محال قرآن میں اس کی تفصیل نہیں ملتی تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عملی زندگی کے نمونے کو مشعلِ راہ بنائیے۔ اور اگر پھر بھی اس کی تشنگی دور نہیں ہوتی تو آپؐ کے اقوالِ زریں کے بحرِ بیکراں سے اپنی پیاس کے بجھانے کا سامان ڈھونڈئے۔ اسی کا نام شریعت، اسی کا نام ایمان اور اسی کا نام اسلام ہے۔

عقائد میں ان سب کا ماننا لازمی قرار پاتا ہے مگر ایک محدود طبقہ اسے تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہے اور جواز یہ پیش کرتا ہے کہ حدیث میں بہت سی باتوں میں تضاد پایا جاتا ہے۔ میں ذرا ایک نظر ان بزرگوں کے اجتہاد اور اعمال کے متعلق دلانا چاہتا ہوں۔ مولوی عبداللہ صاحب چکڑالوی، مولوی ثناء اللہ صاحب اور مستری محمد رمضان صاحب قرآن کریم سے نماز اور اذکار تو وضع کرتے ہیں لیکن ان میں اختلاف کی وجہ سے کسی ایک کی پیش بینی اور طریق کار کے متعلق واضح طور پر بیان نہیں کرتے۔ ان میں پہلے دونوں بزرگ نمازوں کی تعداد میں اگرچہ معترض ہیں لیکن آخری کا دعویٰ ہے کہ قرآن میں صرف تین نمازوں کا حکم آیا ہے۔ چنانچہ عصر اور مغرب مولویوں کی ایجاد کردہ نمازیں ہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک فجر، ظہر اور عشاء تین نمازیں لازمی ہیں۔ لیکن ان کے برعکس مولوی سید رفیع الدین ملتانی نمازوں کی تعداد چار بتلاتے ہیں۔ ان کا استدلال یہ ہے کہ دو نمازیں دن میں اور دو رات میں ادا کرنی چاہئیں ــــ چنانچہ ان کا ارشاد ہے کہ دن کی نمازوں میں منہ مشرق کی طرف اور رات کی نمازوں میں منہ مغرب کی طرف کرنا چاہئے۔ چنانچہ نماز جیسی عبادت میں ان کا یہ اختلاف تا دمِ مرگ ختم نہ ہو سکا اور ہر ایک کو اپنی نماز ہی پر اصرار تھا اور اسے ہی قرآنی سمجھا جاتا۔ باقی سب غلط اور غیر مقبول ــــ اسی تگ و دو میں یہ حضرات اس جہانِ فانی سے آخرت کو سدھار گئے اور قرآن بیچارا خاموش مظلوموں کی طرح یہ نظارا دیکھتا رہا۔ جب تک قرآن عزیز اپنی زبانی ان حضرات میں سے کسی کی تائید نہ کرے یہ سارے مفہوم ظنی ہو سکتے ہیں۔ اگر یہ ظنی اجتہادات کچھ دینی اہمیت رکھ سکتے ہیں تو احادیثِ نبویہ کی ظنیت اس قدر کمزور تو نہ ہونی چاہئے کہ ان مزخرفات کے سامنے بھی نہ ٹھہر سکے۔ اسی لئے ظنی احادیث اپنی ظنیت کے باوجود قابلِ اعتماد ہوں گی اور اعمال میں اسے حجت تسلیم کیا جائیگا اسی باہمی مخاصمت کی بناء پر مولوی احمد دین امرتسری نے نماز کی اساسی حیثیت کو ہی نظرانداز کر دیا ہے۔ وہ خود عام مسلمانوں کی طرح نماز پڑھتے تھے۔ پانچ چار اور دو تین پڑھنے پر انکار نہیں کیا کرتے تھے۔ عام عادات میں مسلمانوں کی رسوم کا تتبع کرتے تھے اور ادھر تو مسٹر پرویز صاحب نے ایسے معاملات مرکزِ ملت کے سپرد کر دئے ہیں، یہ معلوم نہیں مرکزِ ملت کے یہ فیصلے ظنی ہوں گے یا قطعی، دینی ہوں گے یا بد دینی؟ ہر دانش مند آدمی کا ضمیر یہ فیصلہ کریگا کہ ان پریشان خیالات سے تو بہرحال خبرِ واحد زیادہ قابلِ اعتماد ہوگی ــــ حکیم الامت علامہ اقبال نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ

ایسے لوگوں کو میرا یہ مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ حدیث کا مطالعہ کرنے سے پہلے اپنے سامنے کچھ اصول رکھیں۔ پہلا اصول یہ ہونا چاہئے کہ حدیث قرآن کی مخالف و معارض نہ ہو۔ دوسرا اصول یہ ہونا چاہئے کہ حدیث سنت کی مؤید ہو اور تیسرا اصول یہ ہونا چاہئے کہ

(باقی صـ۱۴ پر)

اہلاً وسہلاً مرحبا

(سپاسنامہ)

درج ذیل سپاسنامہ "جمعیتہ الطلبہ جامعہ مدنیہ" کے سالِ رواں کے آخری جلسہ میں جو "معراج النبیؐ" کے موضوع پر ہوا تھا صدرِ جمعیتہ الطلبہ برادرِ محترم مولوی حبیب الرحمن صاحب اشرفؔ نے جمعیتہ کی طرف سے مخدومنا المکرم امیر العلماء حضرت مولانا الحاج عبید اللہ انور دامت برکاتہم کی خدمت عالیہ میں پیش کیا — بندہ اس موقعہ پر جمعیتہ کی جانب سے پاکستان کے بے نظیر خطاط جناب حضرت سید انور حسین نفیس رقم خلیفہ حضرتِ اقدس رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ جو کتابت سے متعلق جمعیتہ کا ہر کام محض رضائے الٰہی کی خاطر انجام دیتے رہے ہیں۔ آپ نے اراکین جمعیتہ کی اس درخواست پر کہ جمعیتہ کی طرف کچھ نہ کچھ ہدیہ قبول فرمائیں ہمیشہ یہی جواب دیا کہ مجھے دعاؤں میں نہ بھولنا آپ کی دعائیں ہی میری اُجرت ہے آپ کے علاوہ جمعیتہ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد ظہور الحق صاحب مدظلہم، استاذ الشعراء جناب احسان دانش صاحب، جناب مولانا عبد الکریم صاحب صابر (ڈیرہ اسماعیل خان) جناب الحاج غلام محمد خاں صاحب مالک کنگ کمرشل کالج لاہور، جناب الحاج عبد الحکیم صاحب پاکستان سپرنگ مینو فیکچرنگ کمپنی برانڈرتھ روڈ لاہور، جناب سیٹھ عبد الرحمٰن صاحب بنارسی، جناب محترم حمید اللہ صاحب بٹ وغیرہم کا بھی ممنون ہے ان میں سے ہر ایک نے اپنی شان شایان جمعیتہ سے تعاون فرمایا۔ اللہ ان سب کو دارین میں خوش وخرم رکھے۔ آمین۔

قاضی عبد الرشید صاحب ہزاروی معاون ناظم نشر واشاعت ورکن مجلس شوریٰ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم اراکینِ جمعیتہ الطلبہ جامعہ مدنیہ خالقِ کائنات کا جس قدر بھی شکر ادا کریں کم ہے۔ جس نے ہماری جمعیتہ کو قطب الاقطاب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جگربند اور لائق جانشین استاذنا المحترم حضرت الحاج مولانا عبید اللہ انور مدظلہم کی سرپرستی اور متعدد بار ان کی میزبانی کا شرف نصیب فرمایا۔ جن کی زیارت ایمان کی تازگی، دل کی تسکین اور روح کے قرار کا باعث ہے۔ جن کی صحبت میں ہم ہر طرح کے غم و آلام سے نجات پاکر خوشی و انبساط کی دنیا میں بسنے لگتے ہیں ؎

زِ قیدِ دو جہاں آزاد باشم۔ اگر تو ہم نشینِ بندہ باشی

ہم اپنی خوش قسمتی اور بلند اقبالی پر ناز کیوں نہ کریں جب کہ حضرت والا اپنے جملہ مشاغل کو ترک کرکے ہماری اُمنگوں کا پاس رکھتے ہوئے تشریف آوری کی زحمت فرماتے رہتے ہیں۔ حضرت والا کا ہم طلبہ کی درخواست کو شرف قبولیت سے نوازنا اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ آپ علوم دینیہ کے طلبہ سے والہانہ محبت رکھتے ہیں۔ جو عارف اور کامل الایمان ہونے کی بہت بڑی علامت ہے ہمیں اپنی سعادت و نیک بختی پر فخر ہے کہ اس وقت ہم میں وہ ذاتِ گرامی جلوہ آرا ہے جن کی شفقت و مروت عفت و پاکدامنی، خلوص و وفا خوش خلقی و بے نفسی ضرب المثل کی حیثیت اختیار کرچکی ہے اور جو اپنے بلند اخلاق اور مثالی کردار کے باعث حضرت مدنی رح اور شیخ التفسیرؒ ایسے بزرگانِ دین کی آنکھوں کا تارا بنے رہے۔

اے حاملِ خُلقِ نبی! اراکینِ جمعیتہ کو آپ کی آمد با سعادت پر اس درجہ خوشی زیارت پر اتنا ناز اور سرپرستی پر اس قدر فخر کیوں ہے؟ اس لئے کہ آنجناب اس ذات والا صفات کے نہ صرف فرزند نیک اختر ہیں بلکہ ان کے صحیح جانشین بھی ہیں جو صدق و صفا کے سرچشمہ اور اربابِ علم وفن کے مرجع تھے۔ جن کی دینی خدمات کا دنیا بھر میں شہرہ ہے۔ جن کی انتھک کوششوں سے ہزاروں بھٹکے ہوؤں کو راہ راست پر چلنا نصیب ہوا۔ جن کا وجود اس ہستیٔ ناپائیدار کے لئے سراسر خیر و برکت تھا۔ اور اس لئے کہ آنجناب کو اس فقید المثال و بے نظیر ہستی کے تلمذ اور مدتِ مدید تک ان کی بزم قدسی میں باریاب ہونے کی سعادت حاصل ہے۔ جو شیخ الحدیث، شیخ الہند ثانی، شیخ العرب والعجم، شیخ الاسلام، مدنی۔ اسیر مالٹا اور نہ جانے کتنے عظیم الشان اور پُروقار القابات سے ملقب تھے جن کی حق پسندی و بیباکی، جرأت و استقلال زہد و تقویٰ اور ایثار و قربانی کا آفاق میں چرچا ہے اور جن کے عدیم المثال کارنامے ہمیشہ تاریخ کے صفحات پر ثبت رہیں گے اور آنے والوں کو جرأت و شجاعت، حق پسندی و بیباکی کی دعوت دیتے رہیں گے جن کی بارگاہ سے ظالم عدل و انصاف شقی سعادت و خوش بختی، مغموم خوشی و مسرت اور جاہل علم و عرفان کی دولت حاصل کرتے جو علم وعمل کے گنجینہ اور روحانی و جسمانی امراض کے طبیب تھے۔ ایسی ہی مبارک ہستیوں کی قسمت اور بلندیٔ مراتب پر خدا کے فرشتے رشک کرتے ہیں۔ زہے قسمت کہ جناب والا حضرت شیخ الاسلامؒ اور حضرت شیخ التفسیرؒ ایسے خاصان خدا اور نائبین مصطفیٰؐ کے سایۂ عاطفت میں پروان چڑھے۔ ان کی دعائیں ہروقت ساتھ رہیں۔ ان کی مشفقانہ نصائح ہر مرحلے پر رہبر بنیں۔

اے نورِ چشمِ صلحاء! بفضلہ تعالےٰ جمعیتہ الطلبہ جامعہ مدنیہ کو آنجناب کی سرپرستی کے ساتھ ساتھ اُستاذ العلماء حضرت مولانا الحاج سید حامد میاں مدظلہ مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ مدنیہ کی قیادت کا شرف بھی میسر ہے۔ مشفق و مہربان مہتمم ہر موقعہ پر جمعیتہ الطلبہ کی کافی اعانت فرماتے رہتے ہیں اراکین جمعیتہ آپ کی اس کرم فرمائی پر آپ کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

جانشین شیخ التفسیر! ہمیں خوشی ہے کہ جس طرح حضرتؒ کو جامعہ مدنیہ سے غایت درجہ ارتباط رہا۔ آنجناب کو بھی جامعہ سے ویسا ہی تعلق ہے۔ جامعہ کی سرپرستی فرمانی، اسے اپنے قدوم میمنت لزوم سے بکثرت مفتخر فرمانا، اس کی امداد کے لئے اپیلیں کرنی ہر مشکل میں اراکین جامعہ کا ہاتھ بٹانا اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ آپ کو جامعہ سے بے پناہ تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس تعلق میں مزید اضافہ فرمائے۔ حال ہی میں جناب نے جامعہ کے لئے جو اپیلیں کیں بفضلہ تعالیٰ جامعہ کو ان سے کافی فائدہ پہنچا۔ مخیر حضرات نے کتابیں اور بہت سی دیگر عطیات جامعہ کو دیں (اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر دے) ہم اراکین جامعہ کی طرف سے اس کرم فرمائی پر آنجناب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

اُستاذنا المحترم! آپ نے سال رواں کے دوران ... ہماری جمعیتہ الطلبہ پر جو احسان فرمائے ہیں انہیں ہم ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ بارہا تشریف آوری کی تکلیف گوارہ کی۔ مخلصانہ مشوروں سے نوازا اور بکثرت دعائیں دیں اللہ تعالیٰ جناب کو ان احسانات کا نیک بدلہ دے۔ (آمین)

ہم اپنے ان بے ربط جملوں کو جو ہم طلبہ کی شدتِ جذبات کے ترجمان ہیں جناب کے مزید سمع خراشی کا باعث بنانے سے گریز کرتے ہوئے دعاء پر ختم کرتے ہیں۔

خداوند کریم آپ کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ دارین میں آپ کی عزت دوبالا کرے

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

(قسط ۳)

مجالسِ ذکر

دنیا کی بے ثباتی

از : حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم ——— مرتبہ : محمد عثمان غنی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ : اما بعد :-
فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

خواتین کا احساس فرض

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مجھے عورتوں سے بھی اکثر واسطہ پڑتا رہتا ہے اُن میں اقبالؔ کے ساقی نامے کے اس مصرع کے مصداق خدا تعالیٰ نے یہ صفت رکھی ہے کہ ع نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو۔ جب انہیں پتہ چل گیا کہ ہم نے اپنی زندگی کے پچپن سال تو خدا کی نافرمانی میں گذار دیئے رات اور دن کی پرواہ نہیں کی، اس لئے ہماری پانچوں وقت کی ساری نمازیں اور سالہا سال کے روزے رہتے ہیں۔ اب وہ یکبارگی ادا نہیں ہو سکتے۔ زندگی کا پتہ کوئی نہیں۔ اب اُن کو پتہ چلا کہ نماز واقعی ہم پر فرض تھی اور ہم نے بڑی غفلت کا وقت کاٹا اور پتہ بھی نہ چلا۔ کچھ نہ کچھ پتہ بھی تھا لیکن پڑھنے کی توفیق نہ ہوئی، کبھی کبھی پڑھ بھی لی، عید بقرعید کی۔ مگر وہ تو نفل ہیں، فرائض تو اب رہے ایک طرف اب دولت اتنی ہے نہیں کہ کفارہ دے دیں تو پھر خدا کی قدرت ہے کہ ایسی ان کو پریشانی لگی، بے چینی لگی کہ رات کیا دن کیا، ایک ایک نہیں بلکہ کئی کئی دن کی اکھٹی نمازیں ادا کرنے لگیں۔ اوّل تو اللہ تعالیٰ معاف کرنے پر قادر ہیں معاف کر دیں تو کوئی بازپُرس کرنے والا نہیں آخر کافر، بے ایمان جب ساری زندگی کفر اور شیطنت میں گذارتا ہے، خدا کے سامنے پھر توبہ کرتا ہے تو اُس وقت اُس کا نیا حساب، نیا کھاتہ کھُلتا ہے۔ ایک شخص حج کے لئے جاتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ وہ جب واپس آتا ہے تو اس طرح پاک ہو کے آتا ہے جس طرح آج ہی ماں کے پیٹ سے نکلا ہے، اُس پر کوئی گناہ نہیں۔ لیکن چونکہ مسلمان پر، جب اُسے اللہ تعالیٰ ہوش وحواس عطا فرماتے ہیں، بالغ ہوتا ہے تو نماز فرض ہو جاتی ہے۔ اس سے اب اگر اللہ تعالیٰ حساب لینے پر آئیں تو ظاہر ہے کہ اُسے حساب دینا چاہیئے۔ حساب لینے پر جب آئیں تو چونکہ اللہ تعالیٰ کو پتہ ہے، کہ مسلمان ہے اور اُس پر نماز فرض ہے، اگر نہیں پڑھتا تو ایسے ہی ہے جیسے آپ نے قرض لیا اور آپ ادا نہ کریں اور جب آپ کو پتہ چل جائے گا کہ قرض ادا کرنا چاہیئے تھا، نہ ادا کرنے سے وہاں جا کے یہ قرض وبالِ جان بن جائے گا تو پھر ادائیگی کی فکر لاحق ہو گی۔ لیکن اب دینے کی توفیق نہیں ہے۔ کوشش کرنے اور سعی کرنے میں مصروف ہو جائیں تو میں سمجھتا ہوں یہ ہی سب سے بہتر زندگی ہے، کوشش کرتے کرتے ہی مر جائیں بیچ میں، اگر نہ بھی ادا کر سکیں تو شاید یہ کوشش ہی معافی کا ذریعہ بن جائے۔ ایک شخص پچاس سال کی چھوٹی ہوئی نمازیں تو پڑھ نہیں سکتا لیکن کوشش شروع کر دے، تو یہی اسلام کی تعلیم ہے لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی (پ ۲۷ س النجم ع ۳ - آیت ۳۹)
انسان کا کام ہے کوشش کرنا
اَلسَّعْیُ مِنِّیْ وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ ط
حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کوشش کرنا ہمارا کام ہے، تکمیل تک پہنچانا خالق اور مالک کا کام ہے۔

تمام قضا نمازیں لوٹا لی گئیں

تو اللہ کی قدرت بعض خواتین کو جب پتہ چلا تو رونا دھونا شروع کر دیا، رات دن بچاریوں کو چین ہی نہیں، جتنا تھوڑا بہت روپیہ اُن کے پاس تھا ہم سے پوچھا کیسے کفّارہ ادا کریں۔ ہم نے کہا ایک ایک نماز کے صدقہ کی پونے دو سیر گندم بنتی ہے ہم نے ان کو طریقہ بتایا کہ ہر نماز سے پہلے آپ دو، چار، پانچ، چھ، سات نمازیں جتنی توفیق ہے شروع کر دیں۔ بعضیوں نے دس دس اور بعضیوں نے پانچ پانچ شروع کر دیں، فجر کی نماز سے پہلے پانچ پانچ نمازوں کی قضا کرنے کے لئے دو دو رکعت، پڑھ رہی ہیں۔ چار چار رکعتیں ظہر سے پہلے چار چار رکعتیں عصر سے پہلے (کیونکہ عصر اور فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یعنی طلوع اور غروب کے بعد تک)، اور عشاء سے پہلے پھر چار چار رکعتیں۔ سو اللہ تعالیٰ کا کرنا مجھے امید اور یقین نہیں تھا۔ نہ ہی انہیں امید تھی لیکن ایسی انہیں بے چینی لاحق ہوئی کہ ع نرم دم گفتگو گرم دم جستجو۔ جب انہیں احساس ہوا تو پھر واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے آٹھ دس سال کے اندر سارا حساب بے باق کر دیا، ۵۵ سال کا!- یہ بہت بڑا کارنامہ ہے۔ بہت بڑا خدا کا انعام اور احسان ہے۔ کہ انہیں اس وقت پتہ چل گیا، اس وقت خدا نے انہیں توبہ کی توفیق دی، اُسی وقت انہیں احساس ہو گیا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان پر یقین آ گیا کہ ابھی قُویٰ میں طاقت تھی، ہمت تھی، ہڈیاں بالکل ضعیف ناتواں اور ناکارہ نہیں ہو چکی تھیں کہ اگر وہ پڑھنا بھی چاہیں تو نہ پڑھ سکیں۔

بُوڑھے بوڑھوں نے بھی کوشش شروع کر دی

ایسے ایسے لوگوں سے بھی مجھے واسطہ پڑا ہے۔ (اس وقت بھی شاید موجود ہوں مجلس میں) چلنے پھرنے کی صلاحیت موقوف ہو گئی، بیمار پڑے رہے دو سال ہوش ہی نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو زندگی عطا فرما دی حالانکہ ان کو اُمید نہیں تھی۔ اب نماز کا اُنھوں نے خود خیال کر لیا اور بیماری میں سوچ لیا کہ میں تندرست ہو کر ادا کروں گا۔ جب اُنھیں پتہ چل گیا کہ یہ فرض ہے، ستّر سال ہم نے خدا کی نافرمانی میں گذار دیئے، ایک ایک پائی جو ہم پر زکواۃ کی فرض تھی اس کی ہم نے پرواہ ہی نہیں کی، لاکھوں خرچ کر ڈالے لیکن اب اُن کے بس کی بات نہ تھی۔ مگر جتنا بھی اُن سے بن پڑا، نماز شروع کی ستّر سال کے اندر، اسّی سال کی عمر میں اور ماشاء اللہ ادا کرتے کرتے کافی حد تک قضائیں ادا کر چکے ہیں۔ ایسے حال میں مَیں کہتا ہوں کہ موت بھی آ جائے تو شاید اللہ تعالیٰ بقیہ معاف ہی فرما دیں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمانے پر آئیں تو دُنیا بھر کے کافروں بے ایمانوں

(باقی ص ۱۵ پر)

مشرکوں اور نافرمانوں کو تو کوئی بازپرس کرنے والا نہیں، پکڑنے پر آ جائیں تو بچانے والا کوئی نہیں۔

انسان کی نجات اللہ کے فضل پر ہے

حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالےٰ میری ساری نمازیں روزے حج، زکوٰۃ ایک پانی کے ایک گھونٹ کے بدلے لگائے تو ہم کیا کر سکتے ہیں؟ میں کہتا ہوں یہ کاغذ کا پرزہ ہے ٹکڑا ہے، دمڑی کا نہیں ہے اگر میں کروڑوں روپے میں بھی نہ دینا چاہوں تو میں مالکِ مجازی ہوں۔ مجھے حق ہے۔ لیکن اللہ تبارک و تعالیٰ اگر ضابطے کے مطابق بازپرس کرنے پر آ جائیں تو پھر تو جناب کوئی چھوٹتا نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا "انسان کی نجات عمل پر ہے یا اللہ کے فضل پر؟" آپؐ نے فرمایا "اللہ کے فضل پر"۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے سوال کیا "یارسول اللہؐ! آپؐ کی نجات بھی عمل پر ہے یا اللہ کے فضل پر؟" آپؐ نے فرمایا "میری نجات بھی اللہ کے فضل پر ہے نہ کہ میرے عمل پر"

عمل پر گھمنڈ نہ ہونا چاہیئے

نجات اللہ کے فضل پر ہے، لیکن جب حضرت عائشہ صدیقہؓ عرض کرتی ہیں "یارسول اللہؐ آپؐ کیوں اپنے آپ کو ہلکان کرتے ہیں، رات دن اتنی مشقت اٹھاتے ہیں۔ آپؐ تو اللہ تعالیٰ کی بخشی بخشائی مخلوق ہیں، گناہ سے منزّہ ہیں، پاؤں متورم کر ڈالتے ہیں، اور کتنے آپؐ غمگین و پریشان ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے سامنے مغفرت کے لئے، کہ آپؐ کا چہرہ مبارک زرد پڑ گیا ہے، پیلا پڑ گیا ہے" تو حضورؐ نے جواب دیا "کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں؟" آپ اندازہ لگایئے اُدھر یقین یہ ہے کہ نجات اپنے عمل پر نہیں، اللہ کے فضل پر ہے اور پھر ادھر اپنے آپ کو ہلکان کر رہے ہیں اور فرماتے ہیں میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں۔

حضورؐ کو کافروں نے چین سے سونے بھی نہ دیا

میں تو حیران رہ گیا اس بات پر۔ میں کہتا ہوں نعمتیں ہم کھاتے ہیں، استفادہ اللہ تعالےٰ کی رحمتوں سے ہم کر رہے ہیں انہیں تو ایک رات بھی چین کی نیند نہ آئی، سونے بھی نہ دیا کافروں بے ایمانوں نے۔ مدینے میں ایک دن شورش ہوئی تو بعض صحابہ باہر نکلے کہ دشمن کا مقابلہ کریں لیکن دیکھتے کیا ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گھوڑے پر سواری فرماتے ہوئے واپس تشریف لا رہے ہیں۔ فرمایا میں سب جگہ دیکھ آیا ہوں، سب خیریت ہے۔ آؤ چلیں۔ کوئی بات نہیں ہے۔ مدینے کے شروع زمانے میں اکثر صحابہ ہتھیار بند سوتے تھے کہ کب کوئی حملہ آور ہو جائے اور بہو بیٹیوں کی عزّت اور لاج رکھنی تو ہمارے ذمے ہے۔ اسی لئے تو میں نے کہا کہ کوئی بے خوف بے فکر نہیں رہ سکتا کہ ہمیں ہندوستان جیسے بے ایمان، غدّار، عیّار اور مکّار دشمن سے سابقہ پڑ گیا ہے۔ وہ بالکل ٹھیک ہے لیکن اس سے بڑا غدّار، بے ایمان اور مکّار دشمن شیطان ہے جس سے مجھے اور آپ کو واسطہ پڑا ہے۔ ہمیں چین کی نیند سونے کا حق ہی نہیں ہے۔

حضورؐ نے فقر کو پسند فرمایا

"اور میں کہتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہ اللہ کی مقبول ہستی کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ فرمائیں تو میں آپؐ کو اُحد کو سونے کا پہاڑ بنا دوں۔ آپؐ نے یہ جواب نہیں دیا کہ سونے کا بنا دیجئے، کہ میرے کام آئے، میرے مسلمانوں کے کام آئے آپؐ نے فرمایا اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ میں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی بجائے فقر پہ فخر کرنا چاہتا ہوں اور میں کہتا ہوں کروڑوں اربوں روپے سے کہیں زیادہ بہتر یہ نعمت ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز فرمائی۔ اگر وہ بہتر ہوتا تو حضورؐ یقیناً اُسی کے حق میں بولتے اور آپؐ فرما دیتے اُحد کو بنا دیجئے سونے کا مسلمانوں کے لئے جو قیامت تک ختم نہ ہونے پائے۔ لیکن اگر مل بھی جاتا تو میں کہتا ہوں ایک دن بھی حضورؐ اپنے پاس نہ رکھتے، سب غرباء مساکین کو لٹا دیتے۔ ہوتا تھا تو تب نہیں رکھتے تھے۔ جب نہیں ہوتا تھا تو قرض لے کر دیتے تھے اور اگر یوں اللہ تعالےٰ دیتے تو وہ بچا کر رکھ دیتے؟ بلکہ مالِ غنیمت ایک دفعہ آیا، تقسیم کر دیا۔ اتنا سا سونا رہ گیا صبح اُٹھے اور فرمایا سب سے پہلے وہ سونے کا ٹکڑا لاؤ، اگر آج رات میری جان چلی گئی ہوتی تو اللہ تعالیٰ مجھ سے بدگمان ہو کر ملتے۔ اندازہ فرمایئے اتنا خوف، ایسی عجیب و غریب زندگی گذری ہے ــــ چنانچہ اس سونے کے ٹکڑے کو سب سے پہلے صرف فرمایا۔ تو ایسی ہستی سے کیا یہ اُمید کی جا سکتی ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ اُحد کو سونے کا پہاڑ بنا بھی دیتے تو کیا وہ اپنے پاس رکھ لیتے؟ وہ تو خلقِ خدا کے ہی کام آتا۔ لیکن پھر بھی آپؐ نے اپنے لئے اُسوہ اور نمونہ وہ تجویز کیا۔ اور واقعہ یہ ہے کہ اگر آپؐ اپنے لئے سونے اور چاندی کو تجویز کرتے تو ہم کبھی کے تباہ و برباد ہو چکے ہوتے۔ یہودی جوعِ بقر کی طرح دولت کے پجاری بن بیٹھے ہیں حالانکہ اُن کے نبی بڑے اللہ والے شب بیدار اور سب سے زیادہ خدا کے راستے میں تن من دھن نثار کرنے والے تھے۔ اُن کا حشر یہ آپ دیکھئے تو اگر حضورؐ اور خلفاء راشدین سونے چاندی میں پڑ جاتے تو کیا ہوتا۔ لیکن آپؐ نے فقر کو پسند کیا۔ تب دُنیا دولت پہ مری جا رہی ہے۔ تب دنیا کہتی ہے کہ آئے، حلال آئے، حرام آئے، صبح آئے، شام آئے، زمین سے آئے آسمان سے آئے۔ آئے۔ دوست سے آئے دشمن سے آئے۔ آئے۔ بعد میں چاہے جہنّم میں جائیں، چاہے عذاب قبر میں مبتلا ہوں۔

دُنیا آخرت کی کھیتی ہے

حضورؐ نے فرمایا قیامت کے دن یہ سونا چاندی بچھو اور سانپ بن کر انسان کو ڈسے گا اور کہے گا اَنَا مَا کَنَزْتُمْ میں ہوں تمہارا سونا چاندی، میں ہوں تمہارا بینک بیلنس (BANK-BALANCE) اُس وقت کیا کر سکے گا انسان؟ ہزار تمنّا کرے گا کہ دنیا میں دوبارہ بھجوا دیا جائے، پھر مال کی محبت نہ لگاؤں گا، پھر شرک میں مبتلا نہ ہوں گا، پھر نمازیں نہیں چھوڑوں گا، لیکن وقت بیت چکا ہو گا۔ اللہ تعالےٰ فرمائیں گے۔ اوندھے ہو کے پڑے رہو، وہ وقت عمل کا تھا۔ اَلدُّنْیَا مَزْرَعَۃُ الْاٰخِرَۃِ ط فرمایا یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے، جو بوئیں گے، سو کاٹیں گے۔ اب کٹائی کا وقت ہے۔ کٹائی کے وقت تم زمین میں گیہوں ڈالنے لگ جاؤ تو تمہیں پاگل اور دیوانہ نہ کہیں گے؟ کٹائی کے وقت کٹائی ہوتی ہے اور گیہوں ڈالنے کے وقت گیہوں ڈالا جاتا ہے۔ اُس وقت بیج ڈالو تو درست ہے۔ ایک لڑکا امتحان دینے کے لئے آتا ہے اور کہتا ہے کہ اب میں جا کر خوب محنت کروں گا، خوب

پڑھوں گا تو امتحان کا پرچہ دینے والے اُسے کہاں اجازت دیں گے ؟ - یہ تو امتحان کا وقت ہے - اب تو انعام کا وقت ہے۔ اسی طرح آخرت میں خدا کی عدالت میں بھی انعام اور لعنت یا عذاب کا وقت ہوگا۔

دعا

اللہ تعالیٰ ہمیں اسی دنیا میں نیک کام کر کے رضائے الٰہی کا تمغہ حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور آخرت کی رسوائی سے محفوظ رکھے - آمین

بقیہ : خطبہ جمعہ

نہیں کر سکی بلکہ غیر مسلموں نے بھی قرآن کے محاسن اور خوبیوں کے ہی گن گائے ہیں۔

پس اسلام کے خلاف زبان کھولنا محض اسلام سے عدم واقفیت کی بناء پر ہے - اگر آپ قرآن مجید کو غور سے پڑھیں اس کے اسرار و رموز پر غور کریں تو آپ کو اس کی خوبیوں کا اندازہ ہو، اور آپ بے ساختہ پکار اٹھیں کہ قرآن کریم ہی انسانیت کی ہدایت کے لئے جامع و اکمل دستورِ حیات ہے اور یہی وہ کتاب ہے جس کی تعلیم عین فطرت کے مطابق ہے -

مگر اس کے برعکس تعلیم یافتہ نوجوان قرآن مجید کی تعلیم سے اکثر بے بہرہ ہیں - مغربی تہذیب و تمدن ان کا اوڑھنا بچھونا ہے - پرورش ان کی فرنگیت زدہ معاشرہ میں ہوئی ہے - اس لئے اسی ایمان سوز تہذیب کے اثرات ان کے رگ و ریشہ میں سرایت کر جاتے ہیں اور ان کا حال بقول اکبر الٰہ آبادی یہ ہو چکا ہے ؎

ہوتے اس قدر مہذب کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا
کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے ہسپتال جا کر

چنانچہ جب ان لوگوں کے سامنے اسلام پیش کیا جاتا ہے اور انہیں ان کے خود ساختہ اللوں تللوں سے روکا جاتا ہے تو کہہ اٹھتے ہیں اسلام ایک فرسودہ مذہب ہے - آج اسے کون پوچھتا ہے (نعوذ باللہ من ذالک الکفر)، حالت اپنی درست نہیں، مزاج اپنا بدل چکا ہے، فطرت سلیمہ اپنی مسخ ہو چکی ہے اور الزام اسلام پر دھرتے ہیں -

دعوت چنانچہ میں اپنے عزیز بھائیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ آئیں اور تعلیم قرآن کے فیضان سے جھولیاں بھریں - اور پھر دیکھیں کہ اس میں اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، تمدنی، اجتماعی ہدایات کے متعلق وہ جواہرات پائے جاتے ہیں جو دنیا کے کسی قوم کے مذہبی خزانے میں نہیں پائے جاتے - اسلام اپنے ماننے والوں کے لئے دینی پروگرام جو نجات اخروی کا ضامن ہے وہ بھی رکھتا ہے اور دنیوی پروگرام بھی اس میں موجود ہے جس پر چل کر انسان دنیا میں کامیاب و کامران ہو سکتا ہے -

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنی تعلیمات کے موتیوں سے اپنا دامن بھرنے کی توفیق عطا فرمائے اور کتاب و سنت کی روشنی میں اپنی زندگی کے خطوط درست کرنے کی سعادت نصیب کرے - آمین!

آیئے ! آج ہم عہد کریں کہ ہمیں قرآن و سنت کی ترویج و اشاعت کے لئے سرگرم عمل ہو جانا ہے اور اسی کے لئے تن من دھن قربان کرنا ہے ؎

ترکِ مال و ترکِ جان و ترکِ سر
در طریقِ عشق اوّل منزل است

شریعت میں حدیث کا مقام

عقل تسلیم اسے تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہ رکھے اور انہی اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمارے محدثین نے حدیثوں کی تدوین فرمائی ہے - اسماء الرجال کے سلسلے میں جس احتیاط، عرق ریزی اور محنت سے کام لیا گیا ہے اس کی نظیر تالیف و تصنیف کی دنیا میں ناپید ہے - ایک ایک حدیث کی صحت کے معلوم کرنے کے لئے اور اس کے راوی کے حالات کا تجزیہ کرنے کے لئے آئمہ حدیث نے سینکڑوں میل کی مسافتیں طے کی ہیں - اس محنت کے باوجود ہم آج بھی یہ کہتے ہیں کہ جن چیزوں کے متعلق یہ وہم پایا جاتا ہے کہ شاید یوں نہیں یوں ہوں گی - انہیں چھوڑ دینا چاہئے - لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ اوّل سے آخر تک حدیث کے وجود کا انکار ہی کیا جائے اور اس کے وجود کو رد کرنے کے لئے بڑے بڑے طومار باندھے جائیں - میں نے کئی ایک مسائل کا ذکر کرتے ہوئے حدیث کی اہمیت کو واضح کیا ہے - چند چیزیں اور پیش خدمت ہیں :-

نماز سے پہلے اذان دینا سنت مؤکدہ ہے - فرمایئے حدیث کا وجود اگر تسلیم ہی نہ کیا جائے تو اذان کے تفصیلی احکام اور کلمات کا کہاں سے پتہ چلے گا - ایک مومن بھائی کے مرنے کے بعد اس کو غسل دینا، کفن پہنانا اور قبر میں احترام سے رکھنا اسلامی دستور ہے - کہیئے قرآن میں اس کی تفاسیر کہاں موجود ہیں - ہماری روزمرہ زندگی میں بیسیوں شعبے ایسے ہیں - جن کے لئے ہمیں نمونے کی ضرورت ہے - قرآن نے انسانی زندگی، معاشرت اور اخلاقیات کے اصول تو بیان فرمائے ہیں لیکن ان کی شرح و بسط معلوم کرنے کے لئے ہمیں سنت اور اس کے بعد حدیث کا دامن تھامنا ہوتا ہے - شاعر مشرق علامہ اقبال فرماتے ہیں ؎

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

بقیہ : سپاسنامہ

اور ہماری جمعیۃ اور ہمارا جامعہ آپ کی سرپرستی میں اسی طرح شاہراہ ترقی پر رواں دواں رہیں

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ہم ہیں جناب کے ممنون احسان

۱- حبیب الرحمن شرف (صدر جمعیۃ الطلبہ جامعہ مدنیہ) ۲- دین محمد بوھی (نائب صدر جمعیۃ الطلبہ) ۳- محب اللہ بریچی (ناظم اعلیٰ جمعیۃ الطلبہ) ۴- محمد نواز بنوی (ناظم جمعیۃ الطلبہ) ۵- محمد سعید اسعد ہزاروی (ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ الطلبہ) ۶- سعید احمد بنگالی (خازن جمعیۃ الطلبہ) -

تلاش گمشدہ

برادرم حافظ عبدالہادی ولد محمد الیاس عرصہ چار سال سے لاپتہ ہے - ضلع گجرات کا رہنے والا ہے عمر ۱۹ یا ۲۰ سال ہے رنگ گورا ہے - خود بخود گھر سے نکلا ہے جس صاحب کو علم ہو براہ کرم ذیل کے پتہ پر اطلاع دے دیں اسکے والدین پریشان ہیں -

(محمد الیاس ادارہ تعلیم القرآن باغ محلہ جہلم)

اپیل

انجمن خدام الاسلام دینی جذبہ رکھنے والے اصحاب خیر سے اپیل کرتی ہے کہ انجمن کے زیر اہتمام شعبہ جات کے لئے مالی امداد فرما کر عنداللہ اجر حاصل کریں -

(مہتمم جامعہ اسلامیہ زیر اہتمام انجمن خدام الاسلام رجسٹرڈ آڈہ سہالہ روڈ راولپنڈی)

کُلُّ مَنْ عَلَیْہَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُو الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی والدہ ماجدہ کی وفات کا حادثہ

از مولانا محمد یوسف بنوری مدظلہ

انتہائی رنج و غم کے ساتھ یہ خبر سنی گئی۔ کہ ہمارے محترم، عالم ربانی، مولانا ابوالحسن علی میاں کی والدہ محترمہ ۶ر جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ مطابق ۳۱ر اگست ۱۹۶۸ء کو اس دنیا فانی سے رحلت کر گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ عابدہ زاہدہ، صالحہ، شب خیز اور معمر خاتون تھیں۔ جن کی نظیر عصر حاضر میں کم ملتی ہے، ان کے والد ماجد حضرت سید ضیاء الدین مرحوم بن سید سعید الدین مرحوم اپنے زمانہ میں عبادت و تقویٰ اور تعلق مع اللہ میں یگانہ روزگار تھے، مرحومہ کے کمالات کا اندازہ اسی سے کیا جا سکتا ہے، کہ ان ہی کی آغوش تربیت میں حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالعلی مرحوم اور عالم ربانی مولانا ابوالحسن جیسے نادرۂ روزگار حضرات سراپا اخلاص بنے، اپنی اولاد کو مرحومہ کی وصیت مبارکہ تھی کہ دین کو حصول دنیا کا ذریعہ نہ بنائیں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں اس پاکیزہ روح (روح طیبہ) پر جس نے اس انداز اور اس اخلاص سے تربیت کر کے امت کے سامنے سراپا عمل اور مرقع اخلاص اولاد کا نمونہ پیش فرمایا مرحومہ نے ۹۳ سال کی عمر پائی گویا صحیح معنی میں (خیرکم من طال عمرہ وطاب عملہ) تم میں بھلا آدمی وہ ہے جس کی عمر لمبی اور عمل اچھا ہو) کی مصداق تھیں۔ آنے والے سب جانے ہی کے لئے آتے ہیں۔ لیکن مولانا علی میاں صاحب کے لئے والدہ محترمہ کی دعوات صالحہ اور نالہائے نیم شبی سے محروم ہونا بڑا صدمہ ہے، اللہ تعالیٰ مرحومہ کو رحمت و رضوان سے جنت الفردوس نصیب فرمائے، اور ان کی روحانی توجہات سے ہمارے مولانا علی میاں کو بعد الموت سے بھی مالامال فرمائے۔ اور اُن کی وفات محترم مولانا علی میاں کے لئے حیات سے زیادہ باعث خیر و برکت ہو۔ آمین۔

مرحومہ اپنے آبائی وطن رائے بریلی تکیہ حضرت شاہ علم اللہ رحمہ اللہ میں اپنے مرحوم شوہر حضرت مولانا حکیم سید عبدالحی صاحب ناظم دارالعلوم ندوۃ العلماء کے جوار میں آسودہ خاک ہوئیں۔ فرحمہا اللہ رحمۃ المومنات الصالحات القانتات

ادارہ خدام الدین ان کے غم میں برابر کا شریک ہے اور ان کے ساتھ خود کو بھی تعزیت کا مستحق سمجھتا ہے۔ ہماری قارئین خدام الدین سے استدعا ہے کہ وہ مرحومہ کے لئے زیادہ سے زیادہ ایصال ثواب فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(ادارہ)

تصحیح

گذشتہ شمارہ مورخہ ۲۰ر دسمبر کی مجلس ذکر کالم ۲ سطر ۲۵ اور ۲۶ یوں پڑھی جائے۔ "قیصر و کسریٰ، ہامان، قارون بے شک انسانیت کے لئے بدترین لعنت ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ اسلام کی سب سے پہلی جماعت بھی موجود تھی۔ (ادارہ)

اظہارِ تشکر

جن دوستوں اور جمعیۃ علماء اسلام کے بزرگوں نے میرے والد بزرگوار حضرت مولانا حاجی اعظم علی صاحب مرحوم و مغفور کے انتقال پر ملال پر مجھ ناچیز سے ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کیا ہے میں ان تمام بزرگوں، دوستوں اور ہمدرد حضرات کو فرداً فرداً جواب دینے سے قاصر ہوں۔ بذریعہ خدام الدین میں اُن تمام دوستوں، کرمفرماؤں اور محسنوں کا بصمیم قلب شکریہ ادا کرتا ہوں۔ والد بزرگوار مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست کرتا ہوں۔

(ایوب علی نعمانی بھریارو ڈ۔ نواب شاہ)

مدرسہ عربیہ دارالعلوم محلہ عیدگاہ لیہ (مظفر گڑھ) کا دورِ جدید

اچھی تعلیم و تربیت کے لئے ایک ماہر ترین تجربہ کار استاد حضرت مولانا عبدالرحمٰن ظفر مستند جامع اشرفیہ لاہور سابق مدرس مدرسہ اظہار الاسلام چکوال ضلع جہلم کی خدمات بسعی تمام حاصل کر لی گئی ہیں۔ طلبہ حضرات سے التماس ہے کہ جلد از جلد داخلہ حاصل کر کے خاطر خواہ اور معقول دینی تعلیم سے بہرہ ور ہوں۔ (محمد عطاء اللہ مہتمم مدرسہ)

مطبوعاتِ متعلقہ فکرِ ولی اللّٰہی

حکیم الملت امام ولی اللہ دہلوی (۱۷۶۲-۱۷۰۳) نے کتاب و سنت اور تاریخ اسلام کے بہترین دور خیر القرون کی روشنی میں وہ فکر و فلسفہ دیا ہے، جو اسلام کی انقلابیت کو واضح کرتا ہے اور موجودہ دور کے مسائل حکیمانہ (سائنٹفک) انداز میں حل کر کے اسلام کو غالب کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

آج جب سرمایہ داری کی لعنت اور انشتراکیت کی لادینیت انسانیت کو اقتصادی اور روحانی پہلوؤں سے برباد کر رہی ہیں، فقط یہی فکر و فلسفہ ہے، جسے سمجھ کر قرآن حکیم کی تعلیمات کے مطابق اُس طرز پر معاشرہ پیدا کیا جا سکتا ہے، جس طرز پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں بطور نمونہ پیدا کر کے دکھایا تھا۔ دور حاضر میں اسلام کو سرمایہ داری اور اشتراکیت کے مقابلے میں ایک تیسرے مسلکِ فکر کی حیثیت سے پیش کرنے کا، جو ان دونوں مسلک فکر پر غالب آنے کی استعداد اور صلاحیت رکھتا ہے، صرف یہی طریقہ ہے کہ اسے فکر و فلسفہ ولی اللّٰہی کے ذریعے پیش کیا جائے۔

ولی اللہ سوسائٹی پاکستان (رجسٹرڈ) لاہور ایک عرصے سے اس فکر کی نشر و اشاعت کا کام کر رہی ہے، اب اس فکر سے متعلق تصنیفات کی اشاعت کے لیے اس کے زیر سرپرستی ایک اشاعتی ادارہ بنام "ادارہ حکمۃ اسلامیہ ۴- اردو بازار لاہور" قائم کیا گیا ہے۔ اس ادارے کی طرف سے اس وقت تک مندرجہ ذیل کتب شائع کی جا چکی ہیں:

۱- قرآنی دستورِ انقلاب" یعنی سورہ مزمل و مدثر کی حکیمانہ انقلابی تفسیر از حضرت مولانا عبیداللہ سندھی قیمت ۳.۲۵ روپے
۲- "قرآنی جنگ انقلاب" یعنی سورہ محمدؐ (قتال) کی حکیمانہ انقلابی تفسیر 〃 〃 ۱.۶۵ روپے
۳- "قرآنی عنوانِ انقلاب" یعنی سورہ فتح کی حکیمانہ انقلابی تفسیر 〃 〃 ۲.۲۵ روپے
۴- "قرآنی اساسِ انقلاب" یعنی سورہ فاتحہ کی حکیمانہ انقلابی تفسیر 〃 〃 ۲.۰۰ روپے
۵- "قرآنی اصولِ انقلاب" یعنی سورہ عصر کی حکیمانہ انقلابی تفسیر 〃 〃 ۰.۵۰ روپے
۶- "قرآنی فکرِ انقلاب" یعنی سورہ اخلاص و معوذتین کی حکیمانہ انقلابی تفسیر 〃 〃 ۰.۶۵ روپے
۷- "اجتماعی دور کے مسائل اور ان کا حل" فلسفہ امام ولی اللہ دہلوی کی روشنی میں از محمد مقبول عالم بی اے 〃 ۰.۲۵ روپے
۸- "مختصر تعارف حالات فلسفہ امام ولی اللہ دہلوی" (بزبان انگریزی) از شیخ بشیر احمد بی اے 〃 ۰.۲۵ روپے
۹- "محمودیہ مع اردو ترجمہ عبیدیہ" امام ولی اللہ دہلوی اور اس سلسلے کے دوسرے بزرگوں کی تصنیفات میں سے اہم اقتباسات — از حضرت مولانا عبیداللہ سندھی قیمت ۲.۵۰ روپے

ملنے کا پتہ: ادارہ حکمۃ اسلامیہ ۴- اردو بازار لاہور

بچوں کا صفحہ

جانوروں سے کام تو خوب لینا
مگر۔ اُن کے کھانے پینے میں بُخل کرنا

حاجی کمال الدین - لاہور

جو لوگ جانوروں کو پالتے ہیں ان کی ذمہ داری بڑی سخت ہے۔ کہ وہ بے زبان جانور اپنی ضروریات کو ظاہر بھی نہیں کر سکتے۔ ایسی حالت میں ان کے کھانے پینے کی خبر گیری بہت اہم اور ضروری ہے۔ اس میں بخل سے کام لینا اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کرنے کے لئے تیار کرنا ہے۔ بہت سے آدمی جانوروں کے پالنے کا تو بڑا شوق رکھتے ہیں لیکن ان کے گھاس دانے پر خرچ کرتے ہوئے جان نکلتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مضمون بارہا نقل کیا گیا کہ ان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو۔

ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک اونٹ نظر اقدس سے گزرا جس کا پیٹ کمر سے لگ رہا تھا (بھوک کی وجہ سے یا دُبلے پن کی وجہ سے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ان بے زبانوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہا کرو۔ ان کی اچھی حالت میں ان پر سوار ہوا کرو۔ اور اچھی حالت میں ان کو کھایا کرو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ استنجے کے لئے جنگل تشریف لے جایا کرتے اور کسی باغ میں یا کسی ٹیلے وغیرہ کی آڑ میں ضرورت سے فارغ ہوتے۔

ایک مرتبہ اس ضرورت سے ایک باغ میں تشریف لے گئے تو وہاں ایک اونٹ تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر بڑبڑانے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (ایک معروف چیز ہے کہ ہر مصیبت زدہ کا کسی غم خوار کو دیکھ کر دل بھر آتا ہے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس کے کانوں کی جڑ پر شفقت کا ہاتھ پھیرا جس سے وہ چپکا ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ کا مالک کون ہے۔ ایک انصاری تشریف لائے اور عرض کیا کہ میرا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم اس اللہ سے جس نے تمہیں اس کا مالک بنایا ہے ڈرتے نہیں ہو۔ یہ اونٹ تمہاری شکایت کر رہا ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور کام زیادہ لیتے ہو۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گدھے کو دیکھا کہ اس کے منہ پر داغ دیا گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم کو اب تک یہ معلوم نہیں کہ میں نے اُس شخص پر لعنت کی ہے جو جانور کے منہ پر داغ دے یا منہ پر مارے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ آدمی کے گناہ کے لئے یہ کافی ہے کہ جس کی روزی اپنے ذمہ ہے اس کو ضائع کرے۔ اسی لئے اگر کسی جانور کو اپنی کسی ضرورت سے روک رکھا ہے تو اس کے کھانے میں کنجوسی کرنا اور یہ سمجھنا کہ کون جانے کس کو خبر ہو گی۔ اپنے اوپر سخت ظلم ہے۔ جاننے والا سب کچھ جانتا ہے اور لکھنے والے ہر چیز کی رپورٹ لکھتے ہیں چاہے کتنی ہی مخفی کی جائے اور یہ آفت بخل سے آتی ہے کہ جانوروں کو اپنی ضرورت سے سواری کی ہو یا کھیتی کی یا دودھ کی ہو یا کوئی اور کام لینے کی پالتے ہیں لیکن کنجوسی سے ان پر پیسہ خرچ کرتے ہوئے دم نکلتا ہے۔

حضرت ابن عمرؓ اور حضرت ابوہریرہؓ دونوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا گیا کہ ایک عورت کو اس پر عذاب کیا گیا کہ اس نے ایک بلی کو باندھ رکھا تھا جو بھوک کی وجہ سے مر گئی۔ نہ تو اس نے اس کو کھانے کو دیا نہ اس کو چھوڑا کہ وہ زمین کے جانوروں (چوہے وغیرہ) سے اپنا پیٹ بھر لیتی۔

ملفوظات طیبات

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

میں اس تعلیم کا مخالف نہیں ہوں۔ بلکہ اس طریقِ تعلیم کا مخالف ہوں۔ اور اس تعلیم کے زہریلے اثرات سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کو قرآن کی تعلیم دی جائے۔ اگر آپ استاد رکھ کر ان کو قرآن کی تعلیم نہیں دلا سکتے تو ان کو چھٹیوں میں درس ہی میں لائیے۔ جمعہ میں بارہ ماہ برابر لائیے۔ لڑکوں کو جمعرات کے دن مجلس ذکر میں لائیے۔ لڑکوں اور لڑکیوں کو سکولوں اور کالجوں میں ایمان نہیں سکھایا جاتا اب تو ان کو آپ مغربی تعلیم دلا کر خوش ہوتے ہیں مگر قیامت کے دن آپ روئیں گے میں چونکہ اس تعلیم کا مخالف نہیں ہوں اس لئے ۲۵ سال سے میں انجمن حمایت اسلام کی بہت سی کمیٹیوں کا ممبر ہوں میں کالج کمیٹی کا بھی رکن ہوں۔ میں اتنی ترمیم چاہتا ہوں کہ اس تعلیم کے ساتھ دین کی بھی تعلیم ہونی چاہئے انگریز کے زمانہ میں ہمیں شطرنج سیاست پر کھیلنے کے لئے ہندو اور سکھ کے مقابلہ میں ایم، اے، پی، ایچ، ڈی بیرسٹر، ڈاکٹر اور انجینیر وغیرہ کی ضرورت تھی۔ اب وہ بے ایمان نہیں ہے تو بھی ہم کو ان کی جگہ پر کرنے کے لئے ان ماہرین کی ضرورت پڑے گی۔ میری شکایت ان احباب کے متعلق ہے جو اپنی اولاد کی دینی تعلیم و تربیت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ اس لئے دینداروں کے گھروں میں بے دینی عام ہو رہی ہے۔

نماز قائم کرو

۲۷ دسمبر ۱۹۶۸ء

۲۰

ٹیلیفون ۶۷۵۴۵

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبیداللہ انور

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۳۷-۸۱/۴۴۲ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری DD ۹۰۲-۶۷۰۷۹/۳۹ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G/۴۰-۱۰/۵۳۱۰ ۱۵ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۶۷ء

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبیداللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔